خوارج کی علامات
ابو عبدالرحمٰن محمد رفیق طاہر
دار الاندلس
Dar-ul-Andlus

Dar-ul-Andlus

پبلیشر و ڈسٹری بیوٹر
اسلام کی نشر و اشاعت کا مرکز

Publisher & Distributor
Publication House of Islamic literature

ہیڈ آفس

+92-42-37140332 +92-322-4006412
dar_ul_andlus@yahoo.com
darulandlus_research@hotmail.com

مرکزی شو رومز

چوبرجی: 4-لیک روڈ چوبرجی لاہور 37230549-42-92+

اردو بازار: حلیمہ ہادیہ سنٹر دوکان نمبر 44-43 اردو بازار لاہور 37242314-42-92+

ٹیمپل روڈ: مرکز اقصیٰ A-94 ٹیمپل روڈ لاہور 37231504-42-92+

مریدکے: بالمقابل مین گیٹ مرکز طیبہ مرید کے 37390646-42-92+

اسلام آباد: جامع مسجد قباء I-8 مرکز اسلام آباد 4866832-51-92+

کراچی: بالمقابل سفاری پارک گلشن اقبال کراچی 34835502-21-92+

دارالاندلس کے سٹاکسٹ اور سیل پوائنٹ

گوجرانوالہ دارالکتب، بالمقابل گورنمنٹ سٹی کالج برائے خواتین اُردو بازار نمبر1 گوجرانوالہ 0322-4074195, 0300-0407495 ۔ مکتبہ نعمانیہ، اُردو بازار، گوجرانوالہ 055-4235072 ۔ **سیالکوٹ** الفرقان اسلامک سنٹر، بانو بازار، نزد چوک شہیداں، سیالکوٹ 052-4593662 ۔ **گجرات** دارالایمان، الہٰی مارکیٹ فوارہ چوک، گجرات 0314-4402110, 0364-4871234 ۔ **راولپنڈی** مکتبہ عائشہ صدیقہ، کمیٹی چوک، اقبال روڈ، راولپنڈی 0321-9596981 051-5551014 ۔ تسجیلات طیبہ، دوکان نمبر 267/A کشمیری بازار، راولپنڈی 0321-5152015, 051-5535168 ۔ البلاغ، اوپل چوک نزد بینک اسلامی مین شاہ ولی کالونی روڈ، واہ کینٹ، راولپنڈی 0343-8556689, 051-4541148 ۔ **اسلام آباد** البلاغ، شالیمار سنٹر F-8 مرکز اسلام آباد 0300-5205060 051-2281420 ۔ البلاغ، عدن پلازہ G-10 مرکز اسلام آباد 0300-5205060, 051-2224146-7 ۔ **لاہور** البلاغ، 4- لوئر گراؤنڈ مارک پلازہ جیل روڈ، لاہور 0300-6112240 042-35717842-3, 0300-8880450 ۔ البلاغ، 6- لوئر گراؤنڈ نیو لبرٹی ٹاور ماڈل ٹاؤن لنک روڈ، لاہور 042-35942233 ۔ **ملتان** مکتبہ امام بخاری، نزد 9 نمبر ہائی ایس سٹینڈ خانیوال روڈ چوک کمہاراں، ملتان 0311-6223632, 0307-6434055 مکتبہ دارالاندلس، نزد تھانہ بوہڑ گیٹ، ملتان 0300-6302622, 061-4541229 ۔ **پشاور** اقصیٰ کیسٹ و کتب خانہ، اہل حدیث سٹریٹ، فوارہ چوک صدر، پشاور 0321-9307877 ۔ **خانیوال** حفیظ بک سنٹر، حفیظ مارکیٹ ابوبکر صدیق روڈ، خانیوال 0300-6892968, 065-2552035 **اوکاڑہ** مکتبہ تفہیم السنۃ، غازی آباد روڈ، 13 شیر ربانی ٹاؤن، اوکاڑہ 0303-3931300 ۔ **رحیم یار خان** مکتبہ اُم القریٰ، ابوظہبی روڈ جناح پارک، رحیم یار خان 0333-4450817 ۔ **فیصل آباد** مکتبہ دارالاندلس، مرکز خیبر، نشاط آباد پل فیصل آباد 0321-7612118, 0321-7985685 ۔

رابطہ برائے مارکیٹنگ : 4005335-322-92+

darulandlus1 Dar_ul_Andlus +92-322-4006412

خوارج کی علامات
ابو عبدالرحمن محمد رفیق طاہر
Dar-ul-Andlus

خوارج کی علامات

ابو عبدالرحمن محمد رفیق طاہر

فہرست

رسول اللہ ﷺ نے خارجیوں کے بارے میں فرمایا:

''میری امت میں سے ایک ایسی قوم ظاہر ہوگی جو قرآن پڑھے گی، تمھارا قرآن پڑھنا ان کے قرآن پڑھنے کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں اور نہ تمھاری نماز ان کی نماز کے مقابلے میں کچھ حیثیت رکھتی ہے اور نہ تمھارا روزہ ان کے روزے کے مقابل کچھ حیثیت کا حامل ہے۔''

[مسلم : ١٥٦/١٠٦٦]

عرضِ ناشر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ، أَمَّا بَعْدُ!

فتنۂ تکفیر امتِ مسلمہ کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے اور فکری انتشار پیدا کرنے والا ایک گمراہ کن فتنہ ہے۔ اس فکر اور عقیدے کے حامل گروہوں کو خارجی یا تکفیری کہتے ہیں۔ یہ لوگ بظاہر اسلام کا لبادہ اوڑھ کر عام مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی بہت سی علامات بیان کرتے ہوئے اس فتنے سے بچنے کی تلقین فرمائی ہے۔

فتنۂ تکفیر کی دیگر بہت سی علامات میں سے سب سے بڑی اور نمایاں علامت یہ ہے کہ ان کی تمام تر سرگرمیاں مسلمانوں کے خلاف اور اسلامی معاشروں کو نقصان پہنچانے پر مرکوز ہوتی ہیں، مزید برآں وہ اپنے مکروہ اور قاتل چہرے کو ایک مثالی مسلمان کے روپ میں پیش کرتے ہیں۔ ان کا ظاہری زہد و تقویٰ، شکل و صورت اور لباس آئیڈیل مسلمانوں جیسا ہوتا ہے اور وہ ایسا روپ دھار کر عام مسلمانوں کو دھوکا دیتے ہیں۔

یہ لوگ دینی علوم و فنون سے ناواقف ہونے کے باوجود اسلامی اصطلاحات کی من مانی تشریحات و تعبیرات کر کے خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

گزشتہ چند دہائیوں سے اس خطرناک اور ہلاکت خیز فتنے نے پورے عالم اسلام کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے اور خاص طور پر ان کا نشانہ مسلمانوں کی نوجوان نسل ہے۔

اسلامی تعلیمات سے بے بہرہ و جاہل اور نام نہاد مفتی مسلمانوں کو کافر اور مرتد قرار

خوارج کی علامات

خوارج کون ہیں اور خارجی کسے کہا جاتا ہے؟ یہ ایسا سوال ہے کہ جس کا جواب آج ہر کوئی تلاش کر رہا ہے۔ یہ وہ فتنہ ہے جس کی فکر نبی ﷺ کی حیات طیبہ ہی میں ظاہر ہو چکی تھی۔ آپ نے اس فتنے سے امت کو خبردار کیا اور خوارج کی کچھ علامات بھی بیان فرمائیں، جن کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ لوگ ظاہری طور پر بہت متقی اور عبادت گزار ہوں گے، اللہ کے ذکر سے ان کی زبانیں تر ہوں گی۔ ان کا ظاہری زہد وتقویٰ سادہ لوح مسلمانوں کی آنکھوں کو خیرہ کر دے گا۔ زبان کی باتیں بھی بظاہر بہت بھلی معلوم ہوں گی، مگر حقیقت میں ان کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہوگا۔ یہ اسلام کے دشمن ہوں گے اور اسلام دشمنوں کے ساتھی بنیں گے۔ کفار سے تعلقات استوار کریں گے اور مسلمانوں کو غیظ وغضب کا نشانہ بنائیں گے۔ ان کی نمایاں نشانی مسلمانوں کو کافر قرار دینا اور ان کے خلاف لڑنا ہے۔

اوّلین خوارج نے کبیرہ گناہ کے مرتکب کو کافر قرار دیا اور آج کے خوارج مسئلہ تحکیم کو بنیاد بنا کر مسلمانوں کی تکفیر کرتے ہیں۔ خوارج سے متعلق احادیث میں مذکور ان باتوں کی وجہ سے کچھ لوگ احسن انداز میں نماز پڑھنے والوں، تلاوت کرنے والوں اور سنت کے مطابق نصف پنڈلی تک تہ بند رکھنے والوں کو بھی خارجی کہنے لگے ہیں اور ہر وہ شخص جو خلافت کا لفظ بولتا یا اسلامی نظام حکومت کی بات کرتا ہے اسے بھی شک بھری نگاہوں سے دیکھا جانے لگا ہے۔ اسی طرح مسلم حکومتوں کے خلاف مسلح جدوجہد کرنے والوں اور کفار کے خلاف لڑنے والوں کو بھی ایک ہی پلڑے میں ڈالا جانے لگا ہے۔[1] جبکہ دوسری جانب

---

[1] جہاد فی سبیل اللہ اور جہاد کے نام پر بپا کیے جانے والے فساد میں فرق سمجھنے کے لیے کتابچہ ''جہاد اور فساد'' کا مطالعہ فرمائیں۔

ایسا گروہ بھی پیدا ہوا ہے جو اپنے خروج اور بغاوت کو جہاد فی سبیل اللہ کا نام دے کر زمین میں فساد بپا کیے ہوئے ہے۔ مسلمانوں کو کافر و مرتد کہہ کر انھیں تہ تیغ کرنا ان کا مشغلہ بن چکا ہے، ملتِ کفر کے بجائے اسلامی ممالک ان کی شر انگیزیوں کا شکار بن چکے ہیں اور مسلم ممالک کے نااہل حکمرانوں کے ستائے ہوئے، فرسودہ نظام حکومت سے تنگ آئے ہوئے اور اسلام اور اسلامی نظام سے محبت کرنے والے سادہ لوح مسلمان ان کے خوش نما نعروں سے متاثر ہو کر اور ان کی حقیقت سے آشنا نہ ہونے کی بنا پر ان کے ساتھ شامل ہو رہے ہیں۔

لہٰذا ضروری تھا کہ ایک مختصر تحریر میں یہ بات سمجھائی جائے کہ خوارج کو کیسے پہچانا جاسکتا ہے اور ان کے فریب سے کیسے بچا جاسکتا ہے؟ وقت کے اس تقاضے کو پورا کرنے کے لیے اس کتابچے میں واضح کیا گیا ہے کہ خارجیت زہد و تقویٰ، عبادت و للّٰہیت اور دین پر احسن انداز سے عمل کرنے کا نام نہیں ہے، بلکہ خارجیت ایک فکر ہے، ایک نظریہ ہے۔ درحقیقت یہ اسلام دشمنی کا نام ہے اور مسلمانوں کو کافر و مرتد قرار دینے، کفار کے ایجنڈے کو مسلمانوں کے روپ میں پایۂ تکمیل تک پہنچانے، مسلم حکومتوں کو کمزور کرنے، اہلِ اسلام کو دہشت زدہ کرنے اور اسلامی ممالک کو عدم استحکام کا شکار کرنے کا نام ہے۔

خلافت و امارت اور دعوت و جہاد کا نام لینا یا شریعت کے نفاذ اور غلبۂ دین کے منہج نبوی کے مطابق جد و جہد کرنا خارجیت نہیں، خارجیت مسلمانوں کو کافر قرار دینا اور مسلم حکومتوں کے خلاف بغاوت کرنا ہے۔ یہ بغاوت خواہ عسکری ہو، قلمی ہو یا زبانی۔

حواشی میں وضاحت طلب امور کی وضاحت کر دی گئی ہے اور عبارت کو ممکن حد تک سلیس رکھنے کی کوشش کی گئی ہے، تاکہ عامۃ الناس کے لیے اس تحریر سے استفادہ آسان ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس مختصر رسالے کو اسلام اور اہلِ اسلام کے لیے نفع بخش اور میرے، میرے مشائخ اور میرے والدین کے لیے توشۂ آخرت بنا دے۔ آمین!

ابو عبدالرحمٰن محمد رفیق طاہر

۱۴ رجب ۱۴۳۵ھ

فکرِ خوارج کا آغاز

خوارج میں اپنے آپ کو باقیوں سے بہتر سمجھنے اور دوسروں کو اپنے سے کم تر سمجھنے کی بیماری ہوتی ہے۔ یہ لوگ انصاف کے ''الف'' سے بھی بہت دور ہوتے ہیں، لیکن اس کے باوجود اپنے آپ کو دنیا کا سب سے بڑا منصف سمجھتے ہیں اور عین انصاف کرنے والے بھی ان کے نزدیک خطا کار ٹھہرتے ہیں۔ یہ سمجھتے ہیں کہ شریعت پر جس قدر ہم عمل پیرا ہیں اتنا شریعت کا پابند اور کوئی نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس فکر کے حامل سب سے پہلے شخص نے امام الانبیاء جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کو بھی منصف نہیں مانا تھا۔ جی ہاں! اس فکر کا آغاز زمانۂ نبوی سے ہو چکا تھا اور آہستہ آہستہ یہ فکر پنپتی رہی اور بالآخر فتنۂ خارجیت کا ظہور ہوا۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے یمن سے رسول اللہ ﷺ کی طرف بیری کے پتوں سے رنگے ہوئے چمڑے کی ایک تھیلی میں سونے کے چند ٹکڑے بھیجے، جن سے ابھی (کان کی) مٹی صاف نہیں کی گئی تھی۔ آپ ﷺ نے وہ سونا چار آدمیوں عیینہ بن بدر، اقرع بن حابس، زید الخیل اور چوتھے علقمہ بن علاثہ یا عامر بن طفیل رضی اللہ عنہم کے درمیان تقسیم کر دیا۔

آپ ﷺ کے صحابہ میں سے ایک آدمی نے کہا: ''ہم ان لوگوں سے زیادہ اس کے حق دار تھے۔'' یہ بات نبی ﷺ کو پہنچی تو آپ نے فرمایا: ''کیا تم مجھے امانت دار نہیں سمجھتے؟ جبکہ میں اس ذات کا امین ہوں جو آسمانوں میں ہے، میرے پاس آسمان کی خبر صبح و شام آتی ہے؟'' اس دوران میں ایک دھنسی ہوئی آنکھوں، پھولے رخساروں،

ابھری پیشانی، گھنی ڈاڑھی، مونڈے سر والا آدمی ① تہ بند اٹھائے ہوئے ② کھڑا ہوا، اس نے کہا: ''اے اللہ کے رسول! اللہ سے ڈریے۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرا ستیا ناس! کیا اہل زمین میں سے میں ہی سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے کا حق دار نہیں ہوں؟'' پھر وہ آدمی چلا گیا۔

تو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''یا رسول اللہ! کیا میں اس کی گردن نہ اڑا دوں؟''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں! شاید کہ وہ نماز پڑھتا ہو۔'' ③

---

① یہاں اس شخص کے کچھ خلقی اوصاف ذکر کیے گئے ہیں کہ اس کا حلیہ کیسا تھا۔ ان اوصاف کا خوارج کی نشانیوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ جس کے حلیے میں یہ چیزیں شامل ہوں وہ خارجی ہے اور نہ ہی ہر خارجی کے حلیے میں ان کا شامل ہونا ضروری ہے۔ دھنسی ہوئی آنکھیں، پھولے رخسار، ابھری پیشانی، گھنی ڈاڑھی...... یہ خوارج کی علامات نہیں ہیں، بلکہ اس ایک شخص کا حلیہ تھا جو بیان ہوا ہے۔ لیکن میں نے کچھ نوجوانوں کو دیکھا ہے کہ وہ ان چیزوں کو بھی خوارج کی علامات میں شامل کر دیتے ہیں۔ انھیں خبردار رہنا چاہیے کہ کسی کی ڈاڑھی کا گھنا ہونا، پیشانی کا ابھرا ہونا، چہرے کا بھرا ہونا وغیرہ اس کے خارجی ہونے کی نشانی نہیں۔ خوارج کی جو علامات ہیں وہ ہم آئندہ سطور میں ذکر کریں گے۔ یہاں ایک اور بات بھی ذہن نشین رہے کہ اس حدیث میں گھنی ڈاڑھی کا ذکر ہے، لمبی کا نہیں اور دونوں باتوں (یعنی لمبی ڈاڑھی اور گھنی ڈاڑھی) میں فرق واضح ہے۔ چھوٹی بھی گھنی ہوسکتی ہے اور لمبی گھنی نہیں بھی ہوسکتی۔

② عام طور پر ''مُشَمَّرُ الْإِزَارِ'' کا معنی ''اونچے تہ بند والا'' کیا جاتا ہے اور اونچی شلوار والوں کو اس حدیث کا مصداق ٹھہراتے ہوئے انھیں خارجی قرار دینے کی کوشش کی جاتی ہے، جو درست نہیں۔ کیونکہ مسلمان مرد کو نصف پنڈلی تک شلوار اونچی رکھنے کا حکم خود رسول اللہ ﷺ نے دیا ہے۔ جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ یہ خوارج کی علامت یا نشانی نہیں ہے بلکہ یہ اس مذکورہ شخص کا حلیہ تھا اور حلیے میں اس کے ازار کی حالت کو ذکر کرنے کا مقصد یہ تھا کہ بظاہر وہ پابندِ شریعت نظر آ رہا تھا، جبکہ حقیقت میں معاملہ کچھ اور تھا۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی وضاحت فرمائی کہ خوارج بظاہر پابندِ شریعت ہوں گے جبکہ حقیقت میں وہ دین سے ایسے خارج ہو چکے ہوں گے جیسے تیر شکار سے آر پار ہو جاتا ہے۔ الغرض اس شخص کا یہ حلیہ بظاہر شریعت کے موافق تھا نہ کہ مخالف۔

③ یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ اس گستاخ کو صرف اس وجہ سے معاف کیا جا رہا ہے کہ ''شاید وہ نمازی'' یعنی مسلمان ہے۔ یہاں نماز کا ذکر اس لیے کیا گیا ہے کہ اس وقت کوئی مسلمان بے نمازی

تو خالد رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''کتنے ہی نمازی ایسے ہیں جو اپنی زبان سے وہ بات کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں ہوتی۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے لوگوں کے دل چیرنے اور پیٹ چاک کرنے کا حکم نہیں دیا گیا۔''①

پھر آپ ﷺ نے اس کی طرف دیکھا جبکہ وہ پیٹھ پھیر کر جا رہا تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی پشت② سے ایسی قوم نکلے گی کہ کتاب اللہ کی تلاوت سے ان زبانیں تر

نہیں تھا اور نماز پڑھنا مسلمان ہونے کی دلیل سمجھا جاتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان میں نمازیوں کی عزت وحرمت اور ان کے قتل سے اجتناب کا واضح سبق ہے۔

① یہ ایک شرعی قاعدہ ہے کہ کسی بھی انسان پر اس کے ظاہر کو دیکھ کر حکم لگایا جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ منافقین کو ان کے بظاہر شعائر اسلام کو اپنانے کی بنا پر مسلمانوں ہی میں شمار کیا جاتا تھا اور ان کے دلوں کے حال کو اللہ کے سپرد کر دیا جاتا تھا۔ منافقین عند اللہ تو مسلمان نہیں بلکہ کافر ہی ہوتے ہیں، لیکن چونکہ ان کا ظاہر مسلمانوں والا ہوتا ہے، لہٰذا ان کے ساتھ دنیا میں مسلمانوں والا سلوک کیا جاتا ہے۔

② ''ضِئْضِئِ'' عربی زبان میں ''اصل'' کو کہتے ہیں۔ [مقاييس اللغة : ٣/ ٣٥٧] اصل یعنی بنیاد اور جڑ۔ اس سے مراد اس کی نسل بھی ہو سکتی ہے اور اس کے نظریے پر چلنے والے لوگ بھی، خواہ ان کا تعلق کسی بھی قوم سے ہو، کیونکہ اس خارجی نظریے کی اصل یعنی بنیاد اور نقطۂ آغاز یہی شخص تھا۔ ہمارے نزدیک دوسرا معنی راجح ہے، گو کہ اکثر اردو مترجمین نے اس کا پہلا معنی لکھا ہے۔ اس شخص کا نام ذوالخویصرہ تھا اور اس کا تعلق خاندان بنو تمیم سے تھا۔ (دیکھیے بخاری: ٦١٣٦) یاد رہے کہ اس ایک شخص کی وجہ سے کچھ لوگ تمام تر بنو تمیم کو برا سمجھتے ہیں، جبکہ اگر ''ضِئْضِئِ'' کا معنی نسل بھی لے لیا جائے تو بھی تمام تر بنو تمیم کو برا جاننے کا جواز پیدا نہیں ہوتا، کیونکہ وہ بنو تمیم کا ایک شخص تھا نہ کہ وہ شخص ہی بنو تمیم تھا۔ یعنی بنو تمیم میں سے جہاں اس ذوالخویصرہ کی نسل ہے وہیں بنو تمیم کے باقی افراد کی بھی نسل موجود ہے۔ لہٰذا ''ضِئْضِئِ'' سے اگر نسل بھی مراد لی جائے تو یہ صرف ذوالخویصرہ کی نسل مراد ہو گی نہ کہ تمام تر بنو تمیم اور ان کی نسلیں۔ پھر ذوالخویصرہ کی بھی ساری نسل کے بارے میں کہنا کہ وہ خارجی ہیں، درست نہیں۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی نسل میں سے ایسی قوم نکلے گی...... یہ نہیں فرمایا کہ اس کی نسل ایسی ہو گی...... یعنی اس کی نسل میں سے کچھ لوگ ایسے ہوں گے۔ اس کی ساری نسل کے بارے میں یہ حکم نہیں لگایا گیا۔ خوب سمجھ لیں!

ہوں گی، حالانکہ وہ (کتاب) ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گی۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے آر پار ہو جاتا ہے۔"[1]

(راوی حدیث کہتا ہے) میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: "اگر میں انھیں پالوں تو ثمود کو قتل کرنے کی طرح انھیں قتل کردوں گا۔" [بخاري، كتاب المغازي، باب بعث علي بن أبي طالب ...... : ٤٣٥١]

اس کے علاوہ نبی مکرم ﷺ نے خوارج کی کچھ دیگر صفات و علامات بھی ذکر کی ہیں اور ان کا حکم بھی بیان کیا ہے۔ ان میں سے کچھ تو اوّلین خوارج کے ساتھ خاص ہیں، جن کے خلاف سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے قتال کیا تھا۔ ہم پہلے خوارج سے متعلق نبی مکرم ﷺ کے فرامین تحریر کریں گے اور اس کے بعد ان اوّلین خوارج کا قصہ بھی، کیونکہ ان کے خارجی ہونے پر امت کا اتفاق بھی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے کچھ ایسی علامات بھی بیان فرمائی تھیں جو ان کے ساتھ خاص تھیں، جس کی بنا پر ان کے خارجی ہونے کا فیصلہ کرنا آسان رہا۔ اس کے ساتھ ہی خوارج میں پائی جانے والی وہ متفقہ صفات بھی معلوم ہو جائیں گی جنھیں نبی مکرم ﷺ نے شاید بغرض اختصار اور اس لیے چھوڑ دیا کہ جب لوگ ان خوارج کو پہچان لیں گے تو ان میں پائی جانے والی صفات و عادات بھی سب پر واضح ہو جائیں گی۔ خوارج کی جو صفات نبی مکرم ﷺ نے بیان فرمائی ہیں یا آپ کے متعین کردہ اوّلین خوارج میں جو صفات پائی گئیں اگر وہی صفات آج کسی میں موجود ہوں گی تو اسے بھی خوارج سے ملایا جائے گا اور یہ ضروری نہیں کہ خوارج کی تمام تر صفات کسی میں جمع ہوں تبھی وہ خارجی کہلائے گا، بلکہ خارجیت کی بنیادی فکر جس میں موجود ہوگی وہ خارجی کہلائے گا خواہ اس میں باقی علامات میں سے کچھ نہ بھی ہوں۔

---

[1] اس جملے میں یہ بات واضح ہے کہ ان کی بظاہر دین داری کے باوجود ان پر ایمان و اسلام کا کوئی اثر نہیں ہوگا اور دین کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ خوارج سے متعلق اسی قسم کے فرامینِ نبوی کی بنا پر اہلِ علم کی ایک جماعت نے خوارج کو کافر قرار دیا ہے۔

خوارج سے متعلق نبوی پیش گوئیاں

نبی مکرم ﷺ نے خوارج کے خطرناک فتنے سے اپنی امت کو بچانے کے لیے کچھ پیش گوئیاں بیان فرمائی ہیں جنھیں اختصار کے ساتھ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

⦿ « يَخْرُجُ نَاسٌ مِّنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ » [بخاري، كتاب التوحيد، باب قراءة الفاجر......: ٧٥٦٢]

''وہ لوگ مشرق کی جانب سے نکلیں گے۔''①

⦿ « يَأْتِي فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ » [بخاري، كتاب المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام : ٣٦١١]

---

❶ ''المشرق'' سے مراد عراق ہے۔ یاد رہے کہ یہاں اصطلاحی ''مشرق'' مراد ہے جغرافیائی نہیں، جس طرح برصغیر پاک و ہند میں امریکہ و یورپ کے کفار کی طرف اشارہ کرنے کے لیے انھیں اہلِ مغرب کہا جاتا ہے اور مسلمانوں کے لیے اہلِ مشرق کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ ہر غیر اسلامی تہذیب کو تہذیب مغرب قرار دیا جاتا ہے، جبکہ برصغیر کے مغرب میں مسلمانوں کے مقدس شہر حرمین شریفین بھی واقع ہیں اور اس کے مشرق میں بھی کفار کے بڑے بڑے ممالک موجود ہیں۔ الغرض! جس طرح برصغیر میں مشرق و مغرب کو بطور اصطلاح استعمال کیا جاتا ہے بعینہٖ اہلِ عرب بھی ''مشرق'' کو بطور اصطلاح ''عراق'' کے لیے استعمال کرتے تھے اور خود نبی مکرم ﷺ نے عراق کی طرف اشارہ کر کے اسے فتنوں کی سرزمین قرار دیا ہے۔ [دیکھیے مسند أحمد : ٦٣٠٢، ط :الرسالة] جن روایات میں نجد کے الفاظ آئے ہیں ان میں بھی نجدِ عراق ہی مراد ہے، کیونکہ اس کا تعین خود نبی مکرم ﷺ نے فرما دیا ہے اور یہ نشانی اوّلین خوارج کے ساتھ ہے۔ ہاں! اس کے بعد بھی اسی علاقے سے خوارج کا ظہور ممکن ہے، یعنی یہ ضروری نہیں کہ جب بھی خوارج کا ظہور ہو عراق ہی سے ہو اور یہ بھی نہیں کہ اوّلین خوارج کا ظہور

''زمانے کے آخر میں ایسی قوم آئے گی۔''①

⊙ « لَا يَزَالُوْنَ يَخْرُجُوْنَ حَتّٰى يَخْرُجَ آخِرُهُمْ مَعَ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ »
[نسائي، كتاب تحريم الدم، باب من شهر سيفه ...... : ٤١٠٣]

''وہ ہمیشہ نکلتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کا آخری گروہ دجال کے ساتھ نکلے گا۔''②

⊙ « يَخْرُجُوْنَ عَلٰى حِيْنِ فُرْقَةٍ مِّنَ النَّاسِ » [بخاري، كتاب المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام : ٣٦١٠]

''وہ لوگوں میں اختلاف کے وقت نمودار ہوں گے۔''③

⊙ « حُدَثَاءُ الْأَسْنَانِ، سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ » [بخاري، كتاب المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام : ٣٦١١]

عراق سے ہو چکا تو اب دوبارہ عراق میں فتنۂ خوارج کا ظہور نہیں ہو سکتا۔

❶ یہاں ''زمانہ'' سے ''زمانۂ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ'' مراد ہے اور اس زمانے کے آخر سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت مراد ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق منہج نبوی پر خلافت تیس (۳۰) سال تک تھی، اس کے بعد پُر رحمت ملوکیت کا دور شروع ہوا۔[دیکھیے ترمذی : ۲۲۲۶]

❷ یعنی زمانۂ خلافت کے آخر میں یہ لوگ ظاہر ہوں گے اور ان کا ظہور دجال کی آمد تک جاری رہے گا۔ وقتاً فوقتاً مختلف جگہوں پر یہ لوگ ظاہر ہوتے رہیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے ان لوگوں کا اعتراض بھی ختم ہو جاتا ہے جو ''خوارج کی فکر کو اپنائے ہوئے ہیں، مگر کہتے ہیں کہ خوارج کا ظہور تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوا تھا اور انھوں نے اس فتنے کو ختم کر دیا تھا، اب کوئی خارجی نہیں ہے۔'' کیونکہ اس حدیث میں واضح ہے کہ خارجیت کا فتنہ دجال کی آمد تک جاری رہے گا اور خوارج کے آخری لوگ دجال کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف لڑیں گے۔

❸ اوّلین خوارج کا ظہور بھی اس وقت ہوا جب مسلمانوں کے آپس میں اختلافات چل رہے تھے۔ سیدنا معاویہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما کے مابین کچھ غلط فہمیوں کی بنا پر جھگڑا چل رہا تھا۔ اس کے بعد بھی کچھ خارجی گروہوں کا ظہور مسلمانوں کے آپس میں اختلافات کے وقت ہوا ہے۔ لیکن یاد رہے کہ یہ نشانی بھی اوّلین خوارج کے ساتھ خاص تھی، یعنی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ خارجی نظریات کے حامل جو لوگ مسلمانوں کے باہمی اختلافات کے دور کے علاوہ نمودار ہوں وہ خارجی نہیں ہیں، بلکہ جو بھی ان نظریات کا حامل ہوگا وہ خارجی ہی قرار پائے گا۔

’’وہ کم سن لڑکے ہوں گے اور وہ دماغی طور پر ناپختہ ہوں گے۔‘‘①

⊙ « يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ يَحْسِبُونَ أَنَّهُ لَهُمْ وَهُوَ عَلَيْهِمْ » [مسلم، كتاب الزكاة، باب التحريض على قتل الخوارج : ١٥٦/ ١٠٦٦]

’’وہ قرآن پڑھیں گے اور سمجھیں گے یہ ہمارے حق میں ہے جبکہ وہ ان کے خلاف ہوگا۔‘‘②

---

❶ کم سن اور کم فہم ہونا خوارج کی ایسی علامت ہے جو ان میں ہمیشہ پائی جاتی ہے۔ اوّلین خوارج بھی نوعمر اور کج فہم لوگوں کا گروہ تھا اور عصر حاضر کے خوارج بھی انھی صفات سے متصف ہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ان میں کوئی بھی پختہ عمر کا آدمی موجود نہیں ہوگا۔ کیونکہ اوّلین خوارج میں بھی چند افراد بڑی عمر کے موجود تھے اور آج بھی اکا دکّا معمر افراد خوارج کے گروہ میں پائے جاتے ہیں۔ رہا یہ سوال کہ پھر خوارج کے بارے میں مطلق طور پر کم عمر اور ناپختہ ذہن کے حامل ہونے کا کیوں کہا گیا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہمیشہ عموم اور کثرت کو دیکھ کر حکم لگایا جاتا ہے۔ چونکہ خوارج کی اکثریت ”حُدَثَاءُ الْأَسْنَانِ، سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ“ کی ہوتی ہے تو ”لِلْأَكْثَرِ حُكْمُ الْكُلِّ“ (اکثریت کے لیے کُل کا حکم ہوتا ہے) کے اصول کے مطابق خوارج کے لیے یہ عام لفظ بولا گیا ہے اور یہ اصول شریعتِ اسلامیہ میں بہت سی جگہ استعمال ہوا ہے کہ اکثریت کو دیکھ کر سب پر ایک ہی حکم لگا دیا گیا۔

❷ یہ وصف بھی خوارج میں اوّل تا امروز پایا جاتا ہے کہ وہ اپنے موقف کے حق میں قرآن مجید وفرقان حمید کی آیات پیش کرتے ہیں، جبکہ وہی آیات ان کے موقف کے خلاف ہوتی ہیں، لیکن اپنی ناقص فہم کی بنا پر وہ ان دلائل کو اپنے حق میں سمجھتے ہیں۔ البتہ جب انھی دلائل کو صحیح طور پر پیش کیا جاتا ہے تو وہی دلائل ان کے خلاف نکلتے ہیں۔ مثلاً سورۂ مائدہ کی آیت (۴۴) ”وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ“ سے وہ یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ خلافِ شریعت فیصلہ کرنے والا ہر شخص کافر ہے، لیکن اس کے بعد کی دو آیات (۴۵ اور ۴۷) ان کے اس دعویٰ کو غلط ثابت کرتی ہیں۔ کیونکہ ان آیات کا تقاضا یہ ہے کہ خلافِ شریعت فیصلہ کرنے والا شخص کافر کے علاوہ ظالم یا فاسق بھی ہوسکتا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے یہ خوبی رکھی ہے:

﴿لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ۭ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ﴾

’’باطل نہ اس کے آگے سے آ سکتا ہے اور نہ اس کے پیچھے سے، یہ تو بہت دانا اور نہایت تعریف شدہ ذات کی طرف سے نازل کردہ ہے۔‘‘ [حٰمٓ السجدة : ٤٢]

⦿ « يَدْعُونَ إِلَى كِتَابِ اللّٰهِ وَلَيْسُوا مِنْهُ فِي شَيْءٍ » [أبوداوٗد، كتاب السنة، باب في قتال الخوارج : ٤٧٦٥]

''وہ اللہ کی کتاب کی طرف بلائیں گے جبکہ ان کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوگا۔'' ①

⦿ « يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حُلُوقَهُمْ » [بخاري، كتاب استتابة المرتدين و المعاندين و قتالهم، باب قتل الخوارج...... : ٦٩٣١]

''وہ قرآن پڑھیں گے (مگر) وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔''

⦿ « يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ » [أبوداوٗد، كتاب السنة، باب في قتال الخوارج : ٤٧٦٥]

لہٰذا کوئی بھی باطل پرست اپنے موقف کو قرآن مجید سے ثابت نہیں کر سکتا۔ بلکہ قرآن کی جس آیت کو وہ اپنے حق میں پیش کرے گا وہی اس کے موقف کا رد کر رہی ہوگی۔ لیکن اہلِ باطل کے دلائل سے باطل کا رد کرنا ہر کسی کا کام نہیں، بلکہ یہ راسخ اہل علم ہی کا طرۂ امتیاز ہے۔

① یعنی وہ لوگوں سے کہیں گے کہ ہم قرآن کی دعوت دیتے ہیں اور آیاتِ قرآنیہ پڑھ پڑھ کر لوگوں کو اپنے موقف پر قائل کرنے کی کوشش کریں گے۔ جبکہ حقیقت میں ان کا نہ تو قرآن سے کوئی تعلق ہوگا اور نہ ہی قرآنی احکامات سے۔ اوّل تا آخر تمام تر خوارج قرآن مجید کی چند آیات مثلاً: ''اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ'' [الأنعام : ٥٧۔ یوسف : ٤٠، ٦٧] (حکم صرف اور صرف اللہ ہی کے لیے ہے)، ''وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ'' [المائدة : ٤٤] (اور جو اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلہ نہ کریں تو وہی کافر ہیں) اور اس جیسی دوسری آیات پڑھتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کی دعوت دیتے ہیں کہ رب کی دھرتی پر رب کا نظام ہی چلنا چاہیے اور ہم شریعت کا نفاذ چاہتے ہیں، لہٰذا یا شریعت لائیں گے یا شہادت پائیں گے اور اس قسم کے نعرے اور جملے ان کی زبانوں سے سننے کو ملتے ہیں۔ لیکن اگر کبھی یہ وقتی طور پر کسی خطے پر قابض ہو جائیں تو وہاں یہ لوگ شرعی قوانین کا نفاذ دوسروں پر تو کرنے کی کوشش کرتے ہیں، لیکن خود شریعت کی واضح خلاف ورزیاں کرتے نظر آتے ہیں۔ جس کی بے شمار مثالیں عصر حاضر کے خوارج میں بھی دیکھی جا سکتی ہیں۔ الغرض، یہ لوگ حاکمیت والی یہ آیات پڑھ کر حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت نہیں بلکہ اپنی حکومت چاہتے ہیں۔

''وہ قرآن پڑھیں گے (لیکن) وہ ان کے حلق سے تجاوز نہیں کرے گا۔''①

⊙ « يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ » [بخاري، كتاب استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم ، باب قتل الخوارج...... : ٦٩٣٠]

''وہ مخلوق کی باتوں میں سے بہترین بات کہیں گے۔''②

⊙ « يَقُولُونَ الْحَقَّ بِأَلْسِنَتِهِمْ لَا يَجُوزُ هٰذَا مِنْهُمْ، وَأَشَارَ إِلٰى حَلْقِهِ »

[مسلم، كتاب الزكاة، باب التحريض على قتل الخوارج : ١٥٧/ ١٠٦٦]

''وہ اپنی زبانوں سے حق کہیں گے (مگر) وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔''③

⊙ « لَا يُجَاوِزُ إِيْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ » [بخاري، كتاب المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام : ٣٦١١]

---

❶ یعنی جس طرح وہ قرآن کی طرف لوگوں کو بلائیں گے اور قرآن کی دعوت دیں گے لیکن حقیقت میں وہ دعوت قرآن کی طرف نہیں بلکہ اپنے خاص نظریات کی طرف اور اپنی حکومت و سلطنت کی دعوت ہوگی، بعینہٖ جب وہ لوگ قرآن پڑھیں گے تو بظاہر بہت اچھے انداز سے اور نہایت خوش الحانی سے قرآن مجید کی تلاوت کریں گے، لیکن قرآنی احکامات ان کی آرزوؤں اور خواہشات کے مطابق نہیں ہوں گے۔ سو ان کی یہ تلاوتِ قرآن اور محبتِ قرآن ان کے حلق سے اوپر اوپر ہی رہے گی، ان کے دل میں نہیں اترے گی۔

❷ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت، نظامِ خلافت و امارت کا قیام، یہ ان کے خوش نما نعرے ہوں گے اور یہ بات سب سے بہتر بات ہے کہ اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام نافذ کیا جائے اور رسول اللہ ﷺ کا بتایا ہوا نظامِ سیاست یعنی خلافت کا نظام قائم کیا جائے۔ خوارج ہمیشہ سے یہی نعرہ لگاتے آئے ہیں اور آج تک ان کی یہی پکار ہے۔

❸ یعنی ان کی یہ بات تو برحق ہوگی کہ اللہ کی شریعت کو نافذ کیا جائے اور نظامِ مصطفوی دنیا میں لاگو کیا جائے، مگر یہ حق بھی حقیقت میں ان کے حلقوں سے نیچے نہیں اترے گا۔ کیونکہ اللہ کی شریعت میں تو متفقہ مسلمان حاکم کے خلاف بغاوت کی سزا قتل ہے۔ [دیکھیے مسلم : ۱۸۵۲/۶۰] جبکہ یہ خود مسلمان حکام کے خلاف خروج و بغاوت کرنے والے، مسلمانوں کو مرتد و کافر قرار دینے والے اور فتنہ و فساد بپا کرنے والے ہیں۔ تو یہ کیسے چاہیں گے کہ حقیقی شریعت کا نفاذ کیا جائے!؟ کیونکہ حقیقی شریعت کا نفاذ ان کے لیے پیامِ موت ہے۔

''ان کا ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔'' [1]

- « لَا تُجَاوِزُ صَلَاتُهُمْ تَرَاقِيَهُمْ » [مسلم، كتاب الزكاة، باب التحريض على قتل الخوارج : ١٥٦/ ١٠٦٦]

''ان کی نماز ان کے حلق سے تجاوز نہیں کرے گی۔'' [2]

- « يَخْرُجُ قَوْمٌ مِّنْ أُمَّتِي يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ، لَيْسَ قِرَاءَتُكُمْ إِلٰى قِرَاءَتِهِمْ بِشَيْءٍ، وَلَا صَلَاتُكُمْ إِلٰى صَلَاتِهِمْ بِشَيْءٍ، وَلَا صِيَامُكُمْ إِلٰى صِيَامِهِمْ بِشَيْءٍ » [مسلم، كتاب الزكاة، باب التحريض على قتل الخوارج : ١٥٦/ ١٠٦٦]

''میری امت میں سے ایک ایسی قوم ظاہر ہوگی جو قرآن پڑھے گی، تمھارا قرآن پڑھنا ان کے قرآن پڑھنے کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں اور نہ تمھاری نماز ان کی نماز کے مقابلے میں کچھ حیثیت رکھتی ہے اور نہ تمھارا روزہ ان کے روزے کے مقابل کچھ حیثیت کا حامل ہے۔''

- « تَحْقِرُونَ صَلَاتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ، وَصِيَامَكُمْ مَعَ صِيَامِهِمْ، وَعَمَلَكُمْ مَعَ عَمَلِهِمْ » [بخاري، كتاب فضائل القرآن، باب إثم من رأى...... : ٥٠٥٨]

''تم اپنی نمازوں کو ان کی نمازوں کے مقابلے میں اور اپنے روزے کو ان کے روزے کے مقابل اور اپنے عمل کو ان کے عمل کی نسبت حقیر سمجھو گے۔'' [3]

---

[1] اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ صرف اسلام اور ایمان کے زبانی دعوے کریں گے، لیکن حقیقت میں ایمان ان کے دلوں میں موجود نہ ہوگا۔ اس بات کی تفصیل قدرے واضح الفاظ میں آگے آ رہی ہے۔

[2] بظاہر خشوع وخضوع والی ان کی نمازیں محض دکھاوا ہوں گی۔ کیونکہ نماز میں تو وہ اللہ کے سامنے جھکنے اور عاجزی کرنے والے لیکن حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے احکامات سے روگردانی کرنے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی زمین پر زندگی کا سب سے زیادہ حق رکھنے والے انسانوں سے نعمتِ حیات چھیننے والے ہوں گے۔

[3] یعنی ان کی تلاوت، نماز اور روزوں میں بظاہر ایسا خشوع ہوگا کہ اہلِ اسلام اپنی نمازوں کو ان کی

◉ «قَوْمٌ يُحْسِنُوْنَ الْقِيْلَ وَيُسِيْئُوْنَ الْفِعْلَ» [أبوداوٗد، كتاب السنة، باب في قتال الخوارج : ٤٧٦٥]

''وہ ایسے لوگ ہوں گے جو باتیں تو بہت اچھی کریں گے لیکن کام بہت برے کریں گے۔''①

◉ «يَقْتُلُوْنَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَيَدَعُوْنَ أَهْلَ الْأَوْثَانِ» [بخاري، كتاب أحاديث الأنبياء، باب قول الله عزوجل : ﴿و إلى عاد أخاهم هودا......﴾ [الحاقة : ٦] ...... : ٣٣٤٤]

نمازوں کے مقابلے میں، اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے مقابلے میں اور اپنی تلاوت کو ان کی تلاوت کے مقابلے میں کم تر سمجھیں گے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مسلمان خشوع وخضوع سے عبادات نہ کریں اور نہ ہی یہ معنی ہے کہ عبادات میں خشوع خوارج کی نشانی ہے، بلکہ عبادت میں خشوع وخضوع تو دین اسلام کا مطلوب ہے۔ دراصل ان کی عبادات کا یہ ظاہری خشوع، نمازوں کا لمبا ہونا اور بہت زیادہ تلاوتِ قرآن وغیرہ دین میں اضافہ کے قبیل سے ہوگا۔ یعنی نبوی طریقہ سے ہٹ کر ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کے اوّلین مخاطب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے اور آپ ﷺ انھیں فرما رہے ہیں کہ ''تم اپنی عبادات کو خوارج کی عبادات کے مقابلے میں حقیر سمجھو گے۔'' اس کا مطلب واضح ہے کہ ان کی نمازوں کا خشوع وخضوع رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق نہ ہوگا اور نہ ان کی تلاوت نبی کریم ﷺ کے سکھائے گئے طریقے پر ہوگی، کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تو رسول اللہ ﷺ نے یہ اعمال سکھائے تھے اور خوارج رسول اللہ ﷺ کے بتائے گئے طریقۂ کار سے بھی آگے بڑھ جائیں گے۔ جس کی بنا پر نہ تو اللہ کے ہاں ان کی عبادات قبول ہوں گی اور نہ وہ ان کے لیے توشۂ آخرت بنیں گی۔ کیونکہ اعمال کی قبولیت کے لیے شرط ہے کہ عمل اس طریقے کے مطابق کیا جائے جو رسول اللہ ﷺ نے سکھایا ہے۔ اس میں کمی کرنا بھی جائز نہیں اور اضافہ بھی حرام ہے اور ہر ایسا عمل جو رسول اللہ ﷺ کے طریقے پر نہ ہو وہ مردود ہے۔ (دیکھیے بخاری: ۲۶۹۷) شاید ان کے انھی اعمال یعنی شریعت کی مقرر کردہ حدود سے بھی آگے بڑھ جانے کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے ان کے دین سے نکل جانے کو تیر کے شکار سے آر پار ہو جانے سے تشبیہ دی ہے کہ ان کا طریقۂ عبادت نبوی طریقۂ عبادت کے مطابق نہیں ہوگا۔ سو ان کی عبادات کا ان پر کچھ اثر نہیں ہوگا، جس طرح تیز رفتار تیر پر شکار کا اثر نہیں ہوتا۔ اس کی مزید تفصیل آگے آ رہی ہے۔

① ان کی باتیں یعنی نفاذِ شریعت، قیامِ خلافت، غلبۂ اسلام اور حدود اللہ کے نفاذ جیسے نعرے تو بہت

''وہ اہلِ اسلام کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔''①

⊙ « سِيمَاهُمُ التَّحْلِيقُ » [بخاري، كتاب التوحيد، باب قراءة الفاجر والمنافق ...... : ٧٥٦٢]

اچھے ہوں گے، لیکن ان کے اعمال نہایت برے ہوں گے۔ جیسا کہ سابقہ سطور میں گزر چکا کہ وہ دین میں مبالغہ آرائی کریں گے اور کچھ اعمال بد کا تذکرہ آگے آ رہا ہے۔

❶ خوارج کی یہ بری صفت ہمیشہ ان میں موجود رہی ہے۔ اوّلین خوارج بھی ملتِ کفر سے نبرد آزما ہونے کے بجائے مسلمانوں کے خلاف لڑے اور آج بھی ان کی یہی صورت حال ہے کہ وہ کفار کے خلاف لڑنے کے بجائے مسلمانوں کے خلاف محاذ جنگ گرم کیے ہوئے ہیں، بلکہ مسلمانوں کے خلاف لڑنے کے لیے کافروں سے تعاون لیتے ہیں۔ ان میں سے کچھ تو علی الاعلان کافروں سے مدد لیتے ہیں اور کچھ چوری چھپے۔ اور ستم بالائے ستم کہ اپنے اس فعل کو سند جواز بخشنے کے لیے وہ احمقانہ دلیلیں بھی دیتے ہیں، مثلاً: افغانستان میں روس کے خلاف لڑنے کے لیے تم نے امریکہ کی مدد لی تھی تو ہم کیوں نہیں لے سکتے ......؟ وغیرہ۔

یہاں یہ بات بھی یاد رہے کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان بالکل اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی طرح ہے، فرمایا:

﴿ اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَ تَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ ﴾ [الشعراء : ١٦٥، ١٦٦]

''کیا تم (جنسی خواہش پوری کرنے کے لیے) جہان والوں میں سے مردوں کے پاس آتے ہو؟ اور اپنی بیویوں کو کہ جنھیں اللہ نے تمھارے لیے پیدا کیا ہے چھوڑ دیتے ہو؟ بلکہ تم تو حد سے گزرنے والی قوم ہو۔''

یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ قوم لوط اپنی بیویوں سے جنسی خواہش پوری نہیں کرتے تھے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ بیویوں سے تو خواہش پوری کرتے تھے، جس کی بنا پر ان کی نسل جاری رہتی، لیکن مردوں سے بدفعلی کو ترجیح دیتے تھے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کا معنی بھی یہ ہے کہ خوارج کفار کے خلاف بھی قتال کریں گے لیکن مسلمانوں سے قتال کرنے کو زیادہ ترجیح دیں گے اور تاریخ میں ایسا ہوا بھی ہے کہ خوارج نے کفار سے بھی قتال کیا ہے، لیکن مسلمانوں کے خلاف ان کی لڑائی کفار کے خلاف لڑائی کی نسبت شدید ہوتی ہے۔

’’ان کی نشانی سر منڈوانا ہے۔‘‘ ①

⊙ « آيَتُهُمْ رَجُلٌ أَسْوَدُ، إِحْدَى عَضُدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ، أَوْ مِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ» [بخاري، كتاب المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام : ٣٦١٠]

’’ان کی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک سیاہ فام شخص ہوگا جس کا ایک بازو عورت کے پستان کی طرح ہوگا، یا گوشت کے لوتھڑے کی طرح حرکت کرتا ہوگا۔‘‘ ②

① سر منڈوانا خوارج کی عمومی نشانی نہیں۔ یہ خاص حروریہ (خوارج کی ایک قسم، جس کی کوفہ کی ایک بستی کی طرف نسبت ہے) کی نشانی تھی اور اگر اب بھی بعض خوارج میں یہ نشانی پائی جائے تو یہ محض اتفاق ہوگا۔

② اوّلین خوارج میں اس نشانی والا شخص موجود تھا، جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف قتال کیا تو لاشوں کے ایک ڈھیر کے نیچے سے اس شخص کو نکالا گیا۔ یہ کون تھا؟ کہاں سے آیا تھا؟ اس کے بارے میں کسی کو بھی علم نہ تھا۔

خوارج کا حکم

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

⊙ « هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيقَةِ » [أبوداوٗد، كتاب السنة، باب في قتال الخوارج : ٤٧٦٥]

''وہ لوگوں اور مخلوقات میں سے بدترین لوگ ہیں۔''

⊙ « مِنْ أَبْغَضِ خَلْقِ اللّٰهِ إِلَيْهِ » [مسلم، كتاب الزكاة، باب التحريض على قتل الخوارج : ١٥٧/ ١٠٦٦]

''وہ اللہ کی مخلوق میں سے اللہ کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ لوگ ہیں۔''①

⊙ « يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ » [بخاري، كتاب المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام : ٣٦١١]

''وہ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے گزر جاتا ہے۔''

❶ روئے زمین پر اللہ کو سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور تمام مخلوقات میں سے بدترین لوگ کیوں نہ ہوں کہ انھوں نے اللہ کے دین کے نام پر رب کے اسلام کو بدنام کیا اور نقصان پہنچایا ہے۔ ایک مومن کا قتل اللہ رب العزت کے ہاں ساری دنیا کے ختم ہو جانے سے زیادہ ناپسندیدہ ہے۔ (دیکھیے نسائی: ۳۹۸۶) کیونکہ مومن کی عزت و حرمت اللہ تعالیٰ کے نزدیک کعبہ کی حرمت سے بھی عظیم تر ہے۔ (دیکھیے ترمذی: ۲۰۳۲) جبکہ خوارج کی سفاکیت و بربریت کا عالم تو یہ ہے کہ انھوں نے بے شمار اہلِ ایمان کے خون کو خاک میں ملا دیا ہے۔ اہل اسلام پر آتش و آہن کی بارش کر کے یہ ظالم خوش ہوتے ہیں اور اصلی کفار کی نسبت کلمہ پڑھنے والوں کو اپنا بڑا دشمن گردانتے ہیں۔

⊙ «يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ» [أبوداوٗد، كتاب السنة، باب في قتال الخوارج : ٤٧٦٥]

”وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار میں سے آر پار ہو جاتا ہے۔“ ①

---

① یہاں خارجیوں کو تیر اور دینِ اسلام کو شکار سے تشبیہ دی گئی ہے۔ یعنی جس طرح ایک تیز رفتار تیر شکار کو لگنے کے بعد اس کے جسم کو چیرتا ہوا دوسری طرف سے نکل جاتا ہے، بالکل اسی طرح یہ لوگ اسلام کا ظاہری رنگ ڈھنگ اپنانے کے باوجود اسلام سے باہر نکل جائیں گے۔ اس بات کو رسول اللہ ﷺ نے مزید تفصیل کے ساتھ یوں بیان فرمایا ہے:

«يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، يُنْظَرُ إِلٰى نَصْلِهِ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلٰى رِصَافِهِ فَمَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلٰى نَضِيِّهِ – وَهُوَ قِدْحُهُ – فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلٰى قُذَذِهِ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ، قَدْ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ» [بخاري : ٣٦١٠]

”وہ دین سے ایسے باہر نکل جائیں گے جس طرح وہ تیر شکار سے نکل جاتا ہے جس کے پھالے (تیر کا آگے والا دھاری دار حصہ جو جسم کو چیرتا ہے) کی طرف دیکھا جائے تو اس پر کوئی چیز بھی نہ پائی جائے گی، پھر اس کے پٹھے (تیر کے پھالے اور تیر کی لکڑی کو آپس میں جوڑ کر جو چیز اس کے پھالے پر مضبوطی کے لیے لگائی جاتی ہے) کو دیکھا جائے تو اس پر بھی کوئی چیز نہ ہو، پھر اس کی لکڑی (تیر کے اگلے پھالے اور تیر کے پچھلے پروں کے درمیان والی لکڑی) کو دیکھا جائے تو اس میں بھی کوئی چیز نہ ملے، پھر اس کے پروں کو دیکھا جائے تو اس میں بھی کوئی چیز نہ پائی جائے، حالانکہ وہ (تیر) گوبر اور خون میں سے گزر کر آیا ہے۔“

یعنی جس طرح ایک تیز رفتار تیر شکار کے جسم سے اتنی تیزی کے ساتھ گزرتا ہے کہ اس سے پہلے کہ جانور کے جسم کا خون یا گوبر اس تیر کو چھوئے وہ شکار کے جسم سے پار ہو جاتا ہے اور اس تیر کے کسی بھی حصے پر اس شکار کے خون یا گوبر کا کوئی نشان تک نہیں ہوتا، بالکل اسی طرح یہ خارجی اسلام سے پار نکل جائیں گے کہ ان پر اسلام کا کوئی اثر تک نہیں ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ کے اس واضح فرمان کی بنا پر کچھ اہلِ علم نے یہ موقف اپنایا ہے کہ اس حدیث

⊙ « ثُمَّ لَا يَعُودُونَ فِيهِ حَتّٰى يَعُودَ السَّهْمُ إِلٰى فُوقِهِ » [بخاري، كتاب التوحيد، باب قراءة الفاجر والمنافق...... : ٧٥٦٢]

”پھر وہ اس (دین) میں دوبارہ نہ لوٹیں گے حتیٰ کہ تیر واپس اپنی جگہ لوٹ آئے۔“

⊙ « لَا يَرْجِعُونَ حَتّٰى يَرْتَدَّ عَلٰى فُوقِهِ » [أبوداوٗد، كتاب السنة، باب في قتال الخوارج : ٤٧٦٥]

”وہ واپس نہیں لوٹیں گے حتیٰ کہ تیر اپنی ابتدائی جگہ الٹا نہ آجائے۔“①

⊙ « لَئِنْ أَنَا أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ » [بخاري، كتاب أحاديث الأنبياء، باب قول الله عز وجل ...... : ٣٣٤٤]

”اگر میں نے انھیں پا لیا تو میں انھیں قومِ عاد کی طرح قتل کروں گا۔“②

میں یہ بات واضح ہے کہ خارجی گو کہ بظاہر اسلام پر عمل کرنے والے ہوں گے، لیکن چونکہ حقیقت میں وہ اسلام سے باہر ہوں گے، لہٰذا رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان خوارج کے کافر ہونے کی دلیل ہے اور خوارج سے ان کے کفر و ارتداد اور بغاوت کی وجہ سے بالکل اسی طرح قتال کیا جائے گا جس طرح کفار سے قتال کیا جاتا ہے اور اس موقف پر دلالت کرنے والی احادیث کے کچھ الفاظ آگے بھی آ رہے ہیں۔

❶ یعنی جب وہ مکمل طور پر خارجیت کے نظریے کو اپنا چکے ہوں گے تو وہ دینِ اسلام سے خارج ہو جائیں گے اور پھر انھیں دوبارہ اسلام کی طرف لوٹنے کی توفیق نہیں ملے گی۔ جس طرح کمان سے نکلنے والا تیر آگے ہی بڑھتا ہے، واپس پیچھے کو نہیں آتا، اسی طرح یہ بھی اپنے خارجیت والے نظریات میں آگے سے آگے ہی بڑھتے جائیں گے واپس حق کی طرف نہیں لوٹیں گے۔ سو اس فتنے کے خاتمے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ایسی ذہنیت کے حامل افراد کو قتل کر دیا جائے۔

❷ عاد وہ قوم ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے ہود علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا تھا، لیکن انھوں نے کفر کیا اور اللہ تعالیٰ کے احکامات سے روگردانی کی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر ”بادِ صرصر“ کی صورت عذابِ غلیظ نازل فرمایا جو ان پر آٹھ دن اور سات راتیں مسلط رہا، جس کے نتیجے میں وہ مر کر اسی طرح گرے جیسے کھجوروں کے تنے گرے پڑے ہوں اور ان میں سے کوئی بھی زندہ باقی نہ بچا۔ [دیکھیے حاقة : ٦ تا ٨] رسول اللہ ﷺ خوارج کو بھی بالکل اسی طرح قتل کرنے کی خواہش کا اظہار فرما رہے ہیں کہ اگر میری موجودگی میں یہ فتنہ اٹھا تو میں انھیں بالکل ویسے ہی قتل کروں گا جس طرح قومِ عاد کو ہلاک کیا گیا۔

◉ « فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ » [مسلم، كتاب الزكاة، باب التحريض على قتل الخوارج : ١٥٤ / ١٠٦٦]

''جب تم انھیں پاؤ تو انھیں قتل کر دو۔''

◉ « فَأَيْنَمَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ » [بخاري، كتاب المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام : ٣٦١١]

''تم انھیں جہاں بھی پاؤ قتل کر دو۔''①

◉ « شَرُّ قَتْلَى تَحْتَ أَدِيمِ السَّمَاءِ » [ترمذي، كتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة آل عمران : ٣٠٠٠]

''وہ آسمان کی چھت تلے بدترین مقتول ہیں۔''②

یعنی خارجی فکر رکھنے والے کسی ایک فرد کو بھی باقی نہیں چھوڑوں گا، سب کو قتل کر دوں گا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ فتنہ کس قدر خطرناک ہے کہ اس میں مبتلا افراد کو زندہ رکھنا بھی نقصان دہ ہے، تبھی تو رسول اللہ ﷺ انھیں قومِ عاد کی طرح نیست و نابود کرنے کی خواہش کا اظہار فرما رہے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے فرمان ''قوم عاد کی طرح قتل'' سے کچھ اہل علم نے یہ اخذ کیا ہے کہ چونکہ عاد کافر تھے اور رسول اللہ ﷺ خوارج کو بھی عاد کی طرح قتل کرنے کا کہہ رہے ہیں، لہٰذا خوارج کا حکم بھی کفار والا ہی ہے اور یہ کافر ہیں۔

❶ رسول اللہ ﷺ نے اس خواہش کا اظہار بھی کیا کہ اگر میرے ہوتے ہوئے یہ لوگ نمودار ہوئے تو میں انھیں قتل کر دوں گا اور اپنی امت کو بھی یہی حکم دیا کہ تم میں سے جو بھی انھیں جب بھی اور جہاں بھی پائے قتل کر دے۔ یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ قتل کا یہ حکم اگرچہ بظاہر عام ہے، لیکن دیگر دلائل سے یہ بات واضح ہے کہ خوارج کا قتل بھی حاکم وقت کے حکم سے کیا جائے گا۔ مسلمان حکمران ہی ان کے خلاف محاذ جنگ کھولے گا اور انھیں قتل کرنے کا حکم دے گا۔ حکومت کی اجازت کے بغیر عام لوگ خوارج کو بھی قتل نہیں کر سکتے۔

❷ ''آسمان کی چھت تلے'' یعنی زمین پر جتنے لوگ بھی قتل ہوتے ہیں ان سب سے برے مقتول خوارج ہیں۔ قتل ہونے والوں میں کفار و مشرکین بھی شامل ہوتے ہیں، لیکن خارجیوں کو ان سے بھی برا مقتول قرار دیا جا رہا ہے۔

- «كِلَابُ النَّارِ» [ترمذي، كتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة آل عمران: ٣٠٠٠]
"وہ جہنم کے کتے ہیں۔"

- «كِلَابُ أَهْلِ النَّارِ» [ابن ماجه، كتاب السنة، باب في ذكر الخوارج: ١٧٦]
"وہ جہنم والوں کے کتے ہیں۔"[1]

---

[1] خارجی جہنم میں جہنم والوں کے کتے ہوں گے، اس حوالے سے سعید بن جُمہان رحمہ اللہ نے اپنے بارے میں ایک واقعہ بیان کیا ہے، وہ کہتے ہیں:

" كَانَتِ الْخَوَارِجُ تَدْعُوْنِي حَتَّى كِدْتُ أَنْ أَدْخُلَ مَعَهُمْ فَرَأَتْ أُخْتُ أَبِي بِلَالٍ فِي النَّوْمِ أَنَّ أَبَا بِلَالٍ كَلْبٌ أَهْلَبُ أَسْوَدُ عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ، قَالَ فَقَالَتْ بِأَبِي أَنْتَ يَا أَبَا بِلَالٍ! مَا شَأْنُكَ أَرَاكَ هٰكَذَا؟ قَالَ جُعِلْنَا بَعْدَكُمْ كِلَابَ النَّارِ، وَكَانَ أَبُوْ بِلَالٍ مِنْ رُءُوْسِ الْخَوَارِجِ ." [السنة لعبد الله بن أحمد ابن حنبل: ٢/ ٦٣٤، ح: ١٥٠٩]

"خوارج مجھے دعوت دیتے تھے، حتیٰ کہ قریب تھا کہ میں ان میں شامل ہو جاتا (لیکن شامل کیوں نہ ہوا، اس کی وجہ یہ بنی کہ) ابو بلال کی بہن نے خواب میں دیکھا کہ ابو بلال سیاہ رنگ کا کتا بن چکا ہے اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے ہیں، تو اس نے پوچھا: "اے ابو بلال! میرا باپ تجھ پر فدا ہو! تیری یہ کیا حالت ہے کہ میں تجھے اس طرح دیکھ رہی ہوں؟" تو اس نے کہا: "ہم تمھارے بعد جہنم کے کتے بنا دیے گئے ہیں۔" اور ابو بلال خوارج کے سرداروں میں سے ایک تھا۔"

جہنم والوں کا کتا ہونے کا اگر مجازی معنی مراد لیا جائے تو پھر معنی بنتا ہے کہ یہ لوگ اہلِ جہنم یعنی کفار کے لیے کام کرنے والے اور ان کے ایجنڈے کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے والے ہوں گے اور یہ معنی بھی بالکل واضح ہے۔

خوارج کے خلاف جہاد کرنے والوں کا حکم

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

⊙ « فَإِنَّ فِيْ قَتْلِهِمْ أَجْرًا، لِمَنْ قَتَلَهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ » [مسلم، كتاب الزكاة، باب التحريض على قتل الخوارج : ١٥٤ / ١٠٦٦]

”جو انھیں قتل کرے گا اس کے لیے ان کے قتل کرنے میں اللہ کے ہاں قیامت کے دن اجر ہے۔“

⊙ « طُوْبٰى لِمَنْ قَتَلَهُمْ وَقَتَلُوْهُ » [أبوداوٗد، كتاب السنة، باب في قتال الخوارج: ٤٧٦٥]

”اس کے لیے خوش خبری ہے جو ان سے لڑے اور جسے وہ قتل کر دیں۔“

⊙ « مَنْ قَاتَلَهُمْ كَانَ أَوْلٰى بِاللّٰهِ مِنْهُمْ » [أبوداوٗد، كتاب السنة، باب في قتال الخوارج : ٤٧٦٥]

”جس نے ان کے خلاف جہاد کیا وہ ان کی نسبت اللہ کے زیادہ قریب ہوگا۔“

⊙ « خَيْرُ قَتْلٰى مَنْ قَتَلُوْهُ » [ترمذي، كتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة آل عمران : ٣٠٠٠]

”جسے انھوں نے قتل کیا وہ بہترین مقتول ہے۔“[1]

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

⊙ « لَوْ يَعْلَمُ الْجَيْشُ الَّذِيْنَ يُصِيْبُوْنَهُمْ، مَا قُضِيَ لَهُمْ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهِمْ

---

[1] خارجیوں کے ہاتھوں شہید ہونے والے بہترین یعنی افضل ترین شہداء ہیں۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَاتَّكَلُوْا عَنِ الْعَمَلِ ﴾ [مسلم، كتاب الزكاة، باب التحريض على قتل الخوارج : ١٥٦/ ١٠٦٦]

''اگر ان پر حملہ آور لشکر کو علم ہو جائے کہ ان کے لیے ان کے نبی ﷺ کی زبانی کس (انعام) کا فیصلہ کیا گیا ہے تو وہ (باقی اعمال چھوڑ کر) اسی عمل پر تکیہ کر لیں۔''①

---

① اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خوارج کے خلاف جہاد کرنے والوں کے لیے رسول اللہ ﷺ کی زبانی اللہ تعالیٰ نے بہت بڑے اجر کا وعدہ کر رکھا ہے۔ ایسا اجر کہ اگر خارجیوں کے خلاف جہاد کرنے والوں کو اس کا علم ہو جائے تو وہ اپنی نجات کے لیے صرف خوارج کے خلاف جہاد ہی کو کافی سمجھنے لگیں گے اور اپنے اسی عمل پر تکیہ کر کے باقی اعمال کرنا چھوڑ بیٹھیں گے۔

اوّلین خوارج کے حالات

نبی مکرم ﷺ نے خوارج کے بارے میں جو پیش گوئیاں فرمائیں انھیں ملحوظ رکھتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے دور میں اٹھنے والے فتنۂ خوارج کو فوراً پہچان لیا اور پھر ان کے خلاف جہاد کر کے اس فتنے کا خاتمہ کیا۔ خارجیوں کے اس سب سے پہلے گروہ کے حالات جاننا بھی بہت اہمیت کا حامل ہے، کیونکہ خوارج کا یہ گروہ ایسا تھا کہ اس خاص گروہ کے بارے میں بھی رسول اللہ ﷺ نے کچھ پیش گوئیاں فرمائی تھیں جو اسی طرح پوری ہوئیں۔ ذیل میں ان سے متعلق چند اہم روایات پیش کی جاتی ہیں، تاکہ ان کے حالات وصفات کا کچھ اندازہ ہو سکے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا خوارج سے مناظرہ:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب حروری[1] علیحدہ ہوئے تو اس وقت وہ مسلمانوں سے علیحدہ ہو کر ایک گھر میں جمع تھے، میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس ظہر کے وقت گیا اور انھیں کہا: ''امیر المومنین! نماز کو تھوڑا تاخیر سے پڑھایئے گا، تاکہ میری جماعت چھوٹ نہ جائے، میں ان لوگوں سے بات چیت کے لیے جا رہا ہوں۔''

علی رضی اللہ عنہ کہنے لگے: ''مجھے خطرہ ہے کہ کہیں وہ آپ کو نقصان نہ پہنچائیں۔''

میں نے کہا: ''ان شاء اللہ! ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔''

[1] خوارج ہی کو حروری کہتے ہیں۔ دراصل حروراء عراق کے شہر کوفہ میں ایک جگہ کا نام ہے جہاں سے انھوں نے بغاوت کا آغاز کیا تھا۔

(سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے مجھے جانے کی اجازت دے دی تو) میں نے بقدر استطاعت سب سے اچھا یمنی سوٹ پہنا۔ پھر میں ان کے پاس پہنچا، وہ قیلولہ کر رہے تھے۔ یہ عین دوپہر کا وقت تھا، میں ایسی قوم کے پاس آیا تھا کہ میں نے عبادتِ الٰہی میں ان سے زیادہ محنتی قوم کبھی نہیں دیکھی۔ ان کے ہاتھوں پر اونٹ کے زمین پر لگنے والے اعضا کی طرح گٹھے پڑے ہوئے تھے اور ماتھے پر سجدوں کی کثرت کی وجہ سے محرابیں بنی ہوئی تھی۔ جب میں پہنچا تو انھوں نے کہا: ''ابن عباس، خوش آمدید!'' ① کہنے لگے: ''فرمایئے کہ کیونکر

---

① یعنی انھوں نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو سلام نہیں کہا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا جا کر انھیں سلام کہنا دوسری روایت میں موجود ہے، لیکن خوارج چونکہ ان تمام اصحاب کو مسلمان ہی نہیں سمجھتے تھے سو انھوں نے اپنے نظریے کے مطابق نہ انھیں سلام کہا نہ سلام کا جواب دیا۔

اسی طرح ایک روایت میں یہ بھی ذکر ہے کہ جب وہ پہنچے تو انھوں نے مرحبا کہتے ہی ساتھ یہ بھی کہہ دیا: ''کس لیے تشریف لائے ہو اور یہ خوبصورت سوٹ کیوں پہن رکھا ہے؟''

اہل بدعت کا یہ وتیرہ ہے کہ وہ مسائل کے بجائے شخصیت پر سب سے پہلے طعن کرتے ہیں، حتیٰ کہ مسائل پر بات چل بھی نکلے تو بھی وہ ذاتیات پر اترنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں۔ خوارج بھی گھٹیا لباس پہننے کو صوفیاء کی طرح تقویٰ سمجھتے اور خوش لباسی کو برا جانتے تھے۔ تو جب انھوں نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو عمدہ لباس زیب تن کیے ہوئے دیکھا تو فوراً اعتراض جڑ دیا۔ اس پر سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے انھیں دندان شکن جواب دیتے ہوئے فرمایا:

''اس عمدہ لباس کی وجہ سے مجھ پر اعتراض کر رہے ہو؟ حالانکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اس سے بھی اچھا لباس پہنے ہوئے دیکھا ہے اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ﴾

[الأعراف : ٣٢]

''(اے نبی!) آپ ان سے پوچھیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے جو زینت اور کھانے کی پاکیزہ چیزیں پیدا کی ہیں انھیں کس نے حرام کر دیا؟''

[مستدرك على الصحيحين : ٢٠٢/٤، ح: ٧٣٦٨]

یعنی یہ آیت مباح زینت کی حلت بتانے کے لیے نازل ہوئی ہے، تو کیسے تم اس کی مخالفت کرتے ہو اور اسے حرام ٹھہراتے ہو؟

تشریف آوری ہوئی؟''

میں نے کہا: ''میں مہاجرین وانصار اور دامادِ رسول کی طرف سے آیا ہوں اور تمھیں اصحابِ رسول کے بارے میں بتانے آیا ہوں کہ (وہ کیسی عظیم ہستیاں ہیں کہ) ان کی موجودگی میں وحی نازل ہوئی، انھی کے بارے میں نازل ہوئی اور وہ اس کی تفسیر کو تم سے زیادہ جانتے ہیں (تم میں ان میں سے کوئی نہیں ہے۔ میں تمھارے پاس اس لیے آیا ہوں تا کہ ان کا پیغام تم تک پہنچاؤں اور تمھارا پیغام ان تک پہنچاؤں)۔''

یہ سن کر بعض حاضرینِ مجلس کہنے لگے: ''اس سے بات نہ کرو۔'' کچھ کہنے لگے: ''اللہ کی قسم! ہم ضرور اس سے بات کریں گے۔''

میں نے پوچھا: ''بتاؤ، رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد، داماد اور آپ پر سب سے پہلے اسلام لانے والے پر تمھیں کیا اعتراض ہے، حالانکہ نبی کریم ﷺ کے تمام صحابہ انھی کے ساتھ ہیں؟'' کہنے لگے: ''ہمیں ان پر تین اعتراض ہیں۔''

میں نے کہا: ''بتاؤ وہ کون کون سے ہیں؟''

کہنے لگے: ''انھوں نے دین کے معاملے میں انسانوں کو ثالث مانا، حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ﴾ [الأنعام: ٥٧]

''حکم تو صرف اللہ ہی کا ہے۔''

اللہ کے اس فرمان کے بعد لوگوں کا فیصلے سے کیا تعلق!؟''

میں نے پوچھا: ''اور کیا بات ہے؟''

انھوں نے کہا: ''انھوں نے لڑائی کی اور قتل کیا، لیکن نہ کسی کو قیدی بنایا اور نہ مالِ غنیمت حاصل کیا۔ اگر مخالفین کفار تھے تو انھیں قید کرنا اور ان کا مال لوٹنا حلال تھا اور اگر وہ مومن تھے تو ان سے لڑنا ہی حرام تھا۔''

میں نے پوچھا: ''اور کیا بات ہے؟''

انھوں نے کہا: ''اپنے آپ کو امیر المومنین کہلوانے سے روک دیا۔[1] اگر وہ مومنوں کے امیر نہیں ہیں تو پھر لامحالہ کافروں کے امیر ہیں۔''

میں نے کہا: ''اچھا، یہ بتاؤ کہ اگر میں تمھارے سامنے قرآن کریم کی کوئی محکم آیت پڑھوں یا نبی کریم ﷺ کی سنت تمھیں بتاؤں جس کا تم انکار نہ کرسکو تو اپنے موقف سے رجوع کرلو گے؟''

کہنے لگے: ''کیوں نہیں!''

میں نے کہا: ''جہاں تک تمھارے پہلے اعتراض کا تعلق ہے کہ دین کے معاملے میں لوگوں کو ثالث ماننا، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ ۚ وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ مِثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ﴾

[المائدة : ٩٥]

''اے ایمان والو! تم حالتِ احرام میں شکار نہ مارو اور جس نے جان بوجھ کر شکار مارا تو اس کا بدلہ مویشیوں میں سے اسی شکار کے ہم پلہ جانور ہے جس کا فیصلہ تم میں سے دو عادل آدمی کریں۔''

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کے بارے میں فرمایا:

﴿وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا﴾

[النساء : ٣٥]

''اور اگر تمھیں زوجین کے باہمی تعلقات بگڑ جانے کا خدشہ ہو تو ایک ثالث مرد کے خاندان سے اور ایک ثالث عورت کے خاندان سے مقرر کرلو۔''

میں تمھیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ بتاؤ! لوگوں کی جانیں بچانے اور ان کی

---

[1] یہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس وقت کیا تھا جب ان کے اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان تحکیم کی دستاویز لکھی جا رہی تھیں۔ مزید تفصیل کے لیے ''البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر (۱۰/۵۵۷)'' ملاحظہ فرمائیں۔

آپس میں صلح کے وقت لوگوں کے فیصلے کی زیادہ ضرورت ہے یا چوتھائی درہم کی قیمت رکھنے والے خرگوش کے معاملہ میں؟''

کہنے لگے: ''یقیناً لوگوں کی جانوں کو بچانے اور آپس میں صلح کروانے میں (زیادہ ضرورت) ہے۔''

میں نے پوچھا: ''پہلے اعتراض کا تسلی بخش جواب مل گیا؟''

کہنے لگے: ''بے شک (مل گیا)۔''

میں نے کہا: ''جہاں تک تمھارے دوسرے اعتراض کا تعلق ہے کہ مخالفین سے لڑائی تو کی لیکن نہ قیدی بنایا اور نہ مال غنیمت حاصل کیا،[1] تو بتاؤ! کیا اپنی والدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو قیدی بنانا پسند کرتے ہو؟ کیا اسے بھی ایسے ہی لونڈی بنا کر رکھنا جائز سمجھتے ہو جیسے دوسری لونڈیوں کو؟ اگر جواب ہاں میں ہے تو تم کافر ہو اور اگر یہ سمجھتے ہو کہ وہ مومنوں کی ماں نہیں ہے تو تب بھی تم کافر ہو اور دائرۂ اسلام سے خارج ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ﴾

[الأحزاب: ٦]

''بلاشبہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) مومنوں کے لیے ان کی اپنی ذات سے بھی مقدم ہیں اور آپ کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں۔''

اب تم دو گمراہیوں کے درمیان لٹکے ہوئے ہو، جس کو چاہو اختیار کرلو۔ تم لوگ گمراہی کے گہرے غار میں دھنس چکے ہو۔ تمھارا یہ اعتراض بھی ختم ہوا؟''

وہ کہنے لگے: ''جی ہاں!''

میں نے کہا: ''جہاں تک تمھارے اس اعتراض کا تعلق ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے نام کے ساتھ امیر المومنین نہیں لکھوایا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے موقع پر قریش سے اس بات پر صلح کی کہ ان کے درمیان ایک معاہدہ تحریر ہوجائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

[1] خارجیوں کا اشارہ جنگِ جمل کی طرف تھا جو سیدنا علی اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھیوں میں ہوئی تھی۔

فرمایا: ''لکھو! یہ وہ معاہدہ ہے جو محمد رسول اللہ (ﷺ) نے کیا ہے۔'' وہ کہنے لگے: ''اگر ہم یہ مانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو کبھی بھی آپ کو بیت اللہ سے نہ روکتے اور نہ ہی آپ سے لڑائی کرتے، لہٰذا محمد بن عبداللہ لکھوائیں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! یقیناً میں اللہ کا سچا رسول ہوں، اگرچہ تم مجھے جھٹلاتے ہو، لیکن خیر، اے علی! محمد بن عبداللہ لکھو۔''

رسول اللہ ﷺ تو علی رضی اللہ عنہ سے بدرجہا بہتر ہیں۔ ① یہ اعتراض بھی ختم ہوا؟''

کہنے لگے: ''جی ہاں!''

یہ گفتگو سن کر بیس ہزار② خارجیوں نے اپنے موقف سے رجوع کر لیا③ اور باقی چار ہزار رہ گئے جو قتل کر دیے گئے۔ [مصنف عبد الرزاق : ۱۸۶۷۸]

---

① آپ ﷺ نے جب ''رسول اللہ'' کا لفظ نہ لکھوایا تو ایسا ہرگز نہیں ہوا کہ نعوذ باللہ آپ ﷺ نبی نہ رہے ہوں، تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اگر ''امیر المومنین'' نہیں لکھوایا تو وہ امیر المومنین کیوں نہ رہے؟

② تائب ہونے والوں کی تعداد مختلف روایات میں مختلف ذکر ہوئی ہے۔ سابقہ روایت میں تائب ہونے والوں کی تعداد چار ہزار (۴۰۰۰) مذکور ہے، جبکہ اس روایت میں بیس ہزار (۲۰۰۰۰) تائب ہونے والے اور چار ہزار (۴۰۰۰) باقی رہ جانے والے مذکور ہیں۔

③ خارجیوں کے بارے میں نبی مکرم ﷺ کا فرمان ہے: ''پھر وہ اس (دین) کی طرف دوبارہ نہ لوٹیں گے حتیٰ کہ تیر واپس اپنی جگہ لوٹ آئے۔'' (دیکھیے بخاری: ۷۵۶۲) جبکہ یہاں بیان ہو رہا ہے کہ چار ہزار افراد کے سوا باقی سب واپس لوٹ آئے۔ تو یہاں ظاہری تضاد معلوم ہو رہا ہے، جبکہ حقیقت میں یہ تضاد نہیں ہے۔ کیونکہ نبی مکرم ﷺ نے یہ جملہ ان لوگوں کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا جو دین سے ایسے نکل چکے ہوں جس طرح تیر شکار سے گزر جاتا ہے، یعنی مکمل اور پختہ خارجی بن چکے ہوں۔ رہے وہ لوگ جو ان کی باتوں سے متاثر ہو جاتے ہیں، لیکن مکمل طور پر خارجی نظریات نہیں اپناتے، تو وہ سمجھانے سے واپس لوٹ آتے ہیں، نبی مکرم ﷺ کا یہ ارشاد ان کے بارے میں نہیں ہے اور یہاں بھی جو لوگ واپس پلٹے وہ اسی دوسری قسم کے تھے اور جن کا تعلق پہلی قسم سے تھا ان میں سے کوئی بھی خارجیت سے تائب نہ ہوا۔

خوارج کے خلاف جہاد کے کچھ حالات

سَلَمہ بن کُہیل نے کہا کہ مجھے زید بن وہب الجُہنی رحمہ اللہ نے حدیث سنائی کہ وہ اس لشکر میں شامل تھے جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اور خوارج کی طرف روانہ ہوا تھا۔ تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اے لوگو! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرمارہے تھے: ''میری امت میں سے ایک قوم نکلے گی، وہ (اتنا زیادہ) قرآن پڑھے گی کہ تمھاری قراءت ان کی قراءت کے مقابلے میں کچھ نہ ہوگی اور نہ تمھاری نمازوں کی ان کی نمازوں کے مقابلے میں کوئی حیثیت ہوگی اور نہ ہی تمھارے روزوں کی ان کے روزوں کے مقابلے میں کوئی حیثیت ہوگی۔ وہ قرآن پڑھیں گے اور خیال کریں گے کہ وہ ان کے حق میں ہے، حالانکہ وہ ان کے خلاف ہوگا۔ ان کی نماز ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گی، وہ اس طرح تیزی سے اسلام سے نکل جائیں گے جس طرح تیر تیزی سے شکار سے پار نکل جاتا ہے۔'' اگر وہ لشکر جو انھیں جا لے گا (یعنی جو ان سے جہاد کرے گا) وہ جان لے کہ ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ان کے بارے میں کیا فیصلہ ہوا ہے تو وہ (باقی) عمل سے بے نیاز ہوکر صرف اسی عمل پر بھروسا کرلیں۔ اس گروہ کی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک آدمی ہوگا جس کا ایک بازو (کندھے سے لے کر کہنی تک کا حصہ) ہوگا، اس بازو کی کلائی نہیں ہوگی، اس کے بازو کا سرا پستان کے نپل کی طرح ہوگا جس پر

سفید بال ہوں گے۔ تم لوگ معاویہ رضی اللہ عنہ اور اہلِ شام کی طرف جا رہے ہو اور اِن (لوگوں) کو چھوڑ رہے ہو جو تمھارے بعد تمھارے بچوں اور تمھارے اموال پر آ پڑیں گے۔ اللہ کی قسم! مجھے امید ہے کہ یہ وہی قوم ہے، کیوں کہ انھوں نے (مسلمانوں کا) حرمت والا خون بہایا ہے اور لوگوں کے مویشیوں پر غارت گری کی ہے۔ اللہ کا نام لے کر (ان کی طرف) چلو۔''

سَلَمہ بن کُہیل بیان کرتے ہیں کہ پھر زید بن وہب رحمہ اللہ نے مجھے (سفر کی) ایک ایک منزل کا حال بیان کیا (یعنی ہر منزل کے بارے میں تفصیل سے بتایا) یہاں تک کہ انھوں نے بتایا کہ ہم ایک پل پر سے گزرے، پھر جب ہمارا (خوارج سے) آمنا سامنا ہوا تو اس دن خوارج کا سپہ سالار عبداللہ بن وہب راسبی تھا، اس نے اپنے لشکر کو حکم دیا: ''اپنے نیزے دور پھینک دو اور اپنی تلواریں میان سے نکال لو، اس لیے کہ میں ڈرتا ہوں کہ وہ تمھارے سامنے (صلح کے لیے اللہ کا نام) پکاریں گے جس طرح انھوں نے حروراء کے دن تمھارے سامنے پکارا تھا۔''

تو وہ لوگ واپس ہوئے اور انھوں نے اپنے نیزے دور پھینک دیے اور تلواریں سونت لیں تو (لشکرِ علی رضی اللہ عنہ کے) لوگ انھی نیزوں کے ساتھ ان پر پل پڑے اور خارجی یکے بعد دیگرے قتل ہوتے رہے۔ اس روز (سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دینے والے) لوگوں میں سے صرف دو آدمی قتل ہوئے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ((اِلْتَمِسُوْا فِيْهِمُ الْمُخْدَجَ)) ''ان میں ایک ہاتھ والے کو تلاش کرو۔''

لوگوں نے اسے تلاش کیا لیکن وہ نہ ملا۔ تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ خود کھڑے ہوئے اور ان لوگوں کے پاس آئے جو قتل ہو کر ایک دوسرے کے اوپر گرے ہوئے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ((أَخِّرُوْهُمْ)) ''ان کو ہٹاؤ۔''

تو انھوں نے اسے (لاشوں کے نیچے سے) زمین سے لگا ہوا پایا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ اکبر کہتے ہوئے فرمایا: ((صَدَقَ اللّٰهُ، وَبَلَّغَ رَسُوْلُهُ)) ''اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا اور

اس کے رسول نے (پیغام الٰہی کو ٹھیک ٹھیک ہم تک) پہنچا دیا۔''

راوی زید بن وہب بیان کرتے ہیں کہ پھر عبیدہ سلمانی کھڑے ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے حاضر ہو کر کہنے لگے: ''اے امیر المومنین! اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! کیا واقعی یہ حدیث آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی؟'' سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ((إِيْ، وَاللّٰهِ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ!)) ''ہاں، اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! (میں نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے سنی ہے)۔'' یہاں تک کہ اس نے آپ رضی اللہ عنہ سے تین دفعہ قسم لی اور آپ اس کے سامنے قسم کھاتے رہے۔ [مسلم، کتاب الزکاۃ، باب التحریض علی قتل الخوارج : ۱۰۶۶/۱۵۶]

عبداللہ بن شداد بن ہاد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا، ہم ان کے پاس بیٹھے تھے، وہ ان دنوں عراق سے واپس آئی تھیں جب علی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا۔ وہ مجھ سے کہنے لگیں: ''اے عبداللہ بن شداد! میں تم سے جو سوال کرنے جا رہی ہوں کیا تم مجھے اس کا صحیح جواب دو گے؟ مجھے اس قوم کے متعلق بتاؤ جسے علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔'' میں نے کہا: ''مجھے کیا ہے کہ میں آپ کے سامنے سچ نہ بولوں؟'' انھوں نے فرمایا: ''پھر مجھے ان لوگوں کا واقعہ سناؤ (جنھیں علی رضی اللہ عنہ نے قتل کر ڈالا تھا)۔''

میں نے کہا: ''جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ خط کتابت کے بعد حکمین کو تسلیم کر لیا تو لوگوں میں سے آٹھ ہزار قراء نے ان کے خلاف بغاوت کر دی اور وہ کوفہ کی جانب ''حروراء'' کے مقام پر جا ٹھہرے۔ انھوں نے اس (حکمین کے فیصلے) کا انکار کیا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کہا: ''آپ نے (خلافت کی) وہ قمیص اتار دی ہے جو آپ کو اللہ تعالیٰ نے پہنائی تھی اور آپ نے اس نام (امیر المومنین) کو بھی چھوڑ دیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کیا اور آپ نے اللہ کے دین میں انسانوں کو حَکَم تسلیم کر لیا ہے، حالانکہ حکم تو صرف اللہ کا ہے۔''

جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ان کے اپنے متعلق اعتراضات اور ان کی علیحدگی کا علم ہوا تو

آپ رضی اللہ عنہ نے ایک اعلان کرنے والے کو حکم دیا (کہ وہ یہ اعلان کرے) کہ امیر المومنین کے پاس وہی شخص آئے گا جو حاملِ قرآن (یعنی حافظ) ہو گا۔ پھر جب لوگوں میں سے قراء سے حویلی بھر گئی تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک عظیم مصحف منگوایا اور اسے اپنے سامنے رکھ لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ اسے اپنے ہاتھ سے تھپکی دیتے اور فرماتے: ((أَيُّهَا الْمُصْحِفُ! حَدِّثِ النَّاسَ)) ''اے مصحف! لوگوں سے باتیں کر۔'' اس پر لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو آواز دی اور کہنے لگے: ''اے امیر المومنین! آپ اس سے کیا پوچھتے ہیں؟ یہ تو صرف کاغذ اور سیاہی ہے۔ ہم نے جو کچھ اس سے سیکھا ہے وہ ہم بتائیں گے، آخر آپ چاہتے کیا ہیں؟'' تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''تمھارے جن ساتھیوں نے (میرے خلاف) خروج کیا ہے میرے اور ان کے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ اللہ عزوجل عورت اور مرد (یعنی میاں بیوی) کے بارے میں فرماتے ہیں: ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا﴾ [النساء: ٣٥] ''اور اگر تم ان دونوں کے درمیان مخالفت سے ڈرو تو ایک حَکَم مرد کے گھر والوں سے اور ایک حَکَم عورت کے گھر والوں سے مقرر کرو۔'' (سنو!) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی حرمت ایک عورت اور ایک مرد کی حرمت سے کہیں زیادہ ہے۔ وہ مجھ پر اعتراض کرتے ہیں کہ میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ معاہدہ تحریر کرتے وقت (صرف) علی بن ابی طالب لکھا (اور امیر المومنین کا لفظ کاٹ دیا)، حالانکہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم قریش سے صلح حدیبیہ کا معاہدہ کیا تو (قریش کی طرف سے) سہیل بن عمرو آیا، ہم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھے) اس کی عبارت اس طرح لکھوائی:

"بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ"

تو سہیل نے کہا: "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ" نہ لکھو۔

میں نے کہا: ''کیا لکھوں؟''

اس نے کہا: "بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ" لکھو۔

تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''یہی لکھ دو۔''
پھر فرمایا: ''لکھو: '' مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ. ''
اس پر سہیل کہنے لگا: ''اگر ہم یقین رکھتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپ کی مخالفت ہی نہ کرتے۔''
چنانچہ نبی ﷺ نے یہ عبارت لکھوائی:
((هٰذَا مَا صَالَحَ عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قُرَيْشًا))
''یعنی یہ وہ معاہدہ ہے جس پر محمد بن عبداللہ نے قریش کے ساتھ صلح کی۔''
اور اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں:
﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ﴾ [الأحزاب : ٢١]
''بلاشبہ یقیناً تمھارے لیے اللہ کے رسول میں ہمیشہ سے اچھا نمونہ ہے، اس کے لیے جو اللہ اور یوم آخر کی امید رکھتا ہو۔''
اس کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان کے پاس سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بھیجا۔ میں بھی ان کے ساتھ چل پڑا، یہاں تک کہ جب ہم ان کے لشکر کے درمیان میں پہنچے تو ابن الکواء کھڑا ہوا اور لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے کہنے لگا:
''اے حاملینِ قرآن! یہ عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) ہیں، اگر کوئی انھیں نہیں جانتا تو میں انھیں کتاب اللہ کے حوالے سے بخوبی جانتا ہوں۔ یہ وہ شخص ہیں کہ ان کے اور ان کی قوم (قریش) کے بارے میں اللہ کی کتاب (میں یہ آیت) نازل ہوئی:
﴿بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ﴾ [الزخرف : ٥٨]
''بلکہ وہ جھگڑالو لوگ ہیں۔''
انھیں ان کے ساتھی (علی رضی اللہ عنہ) کے پاس بھیج دو اور ان سے کتاب اللہ کے

حوالے سے بحث مباحثہ نہ کرنا۔“

اس پر ان کے خطباء کھڑے ہوئے اور انھوں نے کہا:

”اللہ کی قسم! ہم ان سے ضرور کتاب اللہ کے حوالے سے بات چیت کریں گے، اگر وہ ہمارے پاس وہ حق لے کر آئیں جس سے ہم آشنا ہوں تو ہم ضرور اس حق کی پیروی کریں گے اور اگر وہ باطل لے کر آئیں تو ہم ان کی ان کے جھوٹ کی وجہ سے خوب خبر لیں گے، پھر انھیں ان کے ساتھی کے پاس بھیج دیں گے۔“

پھر تین دن تک سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کتاب اللہ کے حوالے سے بحث مباحثہ کرتے رہے، [1] جس سے ان میں سے چار ہزار افراد توبہ کر کے واپس لوٹ آئے۔ ان میں ابن الکواء بھی شامل تھا، پھر انھیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا دیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے پھر ان کے باقی ماندہ لوگوں کے پاس یہ پیغام بھیجتے ہوئے فرمایا:

”ہمارا معاملہ اور لوگوں کا معاملہ تم نے دیکھ لیا ہے، تم جہاں چاہو رہو، یہاں تک کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مجتمع ہو جائے۔ تم اس زمین میں جہاں چاہو رہو، ہمارے اور تمھارے درمیان یہ بات ہے کہ ہم تمھیں اپنے نیزوں سے بچائیں، جب تک کہ تم راستے بند نہیں کرتے اور خون نہیں بہاتے، اگر تم ایسا کرو گے تو ہم برابری کی بنیاد پر تمھاری طرف جنگ پھینک دیں گے۔ بے شک اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔“

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ”اے ابن شداد! کیا سیدنا علی (رضی اللہ عنہ) نے انھیں قتل کیا تھا؟“ ابن شداد نے کہا: ”اللہ کی قسم! سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان (خوارج) کی طرف کسی کو نہیں بھیجا تھا، یہاں تک کہ انھوں نے راستے بند کر دیے اور خون بہائے۔ انھوں نے ابن خباب (رضی اللہ عنہ) کو قتل کر ڈالا اور اہلِ ذمہ پر دست درازی کی۔“

[1] اس مناظرے کی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! (واقعی انھوں نے ایسے کیا)؟'' میں نے کہا: ''اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! یہی کچھ ہوا تھا۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''وہ کیا چیز ہے (یعنی وہ کون ہے) جس کی خبر مجھے اہل عراق کی طرف سے ملی ہے، جس کے بارے میں وہ بات کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ پستان والا، پستان والا؟''

میں نے کہا: ''میں نے اسے دیکھا ہے، میں مقتولین میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس (کی لاش) کے پاس کھڑا تھا، انھوں نے لوگوں کو بلا کر پوچھا: ''کیا تم اس شخص کو جانتے ہو؟'' اس پر کتنے ہی لوگ (صرف) یہ کہتے ہوئے آئے کہ میں نے اسے بنو فلاں کی مسجد میں نماز پڑھتے دیکھا، میں نے اسے بنو فلاں کی مسجد میں نماز پڑھتے دیکھا۔ اس کی شناخت کا اس کے علاوہ اور کوئی ثبوت (کسی کے پاس) نہیں تھا۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''اس پر کھڑے ہو کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کیا کہا تھا، جیسا کہ اہلِ عراق گمان کرتے ہیں؟'' میں نے کہا کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: «صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ» ''اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ''کیا تم نے علی رضی اللہ عنہ کو اس کے علاوہ کچھ اور کہتے ہوئے بھی سنا؟'' میں نے کہا: ''اللہ کی قسم! نہیں۔'' تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''ہاں! اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا، اللہ تعالیٰ علی رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے، انھیں جب بھی کوئی بات پسند آتی تو فرماتے: «صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ» ''اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا۔''

[السنن الكبرىٰ للبيهقي: ٨/ ٣١١، ح: ١٦٧٤١ـ مسند أحمد: ١/ ٨٦، ٨٧، ح: ٦٥٦ـ مستدرك حاكم: ٢/ ١٥٢، ١٥٣، ح: ٢٦٥٧]

امام محمد بن عبد الکریم شہرستانی رحمہ اللہ خوارج کی تعریف میں لکھتے ہیں:

"كُلُّ مَنْ خَرَجَ عَلَى الْإِمَامِ الْحَقِّ الَّذِي اتَّفَقَتِ الْجَمَاعَةُ عَلَيْهِ يُسَمَّى خَارِجِيًّا، سَوَاءٌ كَانَ الْخُرُوْجُ فِي أَيَّامِ الصَّحَابَةِ عَلَى الْأَئِمَّةِ الرَّاشِدِيْنَ، أَوْ كَانَ بَعْدَهُمْ عَلَى التَّابِعِيْنَ بِإِحْسَانٍ، وَالْأَئِمَّةِ فِي كُلِّ زَمَانٍ." [الملل والنحل، ص: ١١٤]

"ہر وہ شخص جو عوام کی متفقہ مسلمان حکومتِ وقت کے خلاف مسلح بغاوت کرے اسے خارجی کہا جائے گا، خواہ یہ خروج و بغاوت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں خلفائے راشدین کے خلاف ہو یا تابعین اور بعد کے کسی بھی زمانے کی مسلمان حکومت کے خلاف ہو۔"

امام نووی رحمہ اللہ خوارج کی تعریف یوں کرتے ہیں:

"اَلْخَوَارِجُ صِنْفٌ مِنَ الْمُبْتَدِعَةِ يَعْتَقِدُوْنَ أَنَّ مَنْ فَعَلَ كَبِيْرَةً كَفَرَ وَخُلِّدَ فِي النَّارِ، وَيَطْعَنُوْنَ لِذٰلِكَ فِي الْأَئِمَّةِ، وَلَا يَحْضُرُوْنَ مَعَهُمُ الْجُمُعَاتِ وَالْجَمَاعَاتِ." [روضة الطالبين : ١٠/ ٥١]

"خوارج بدعتیوں کا ایک گروہ ہے۔ یہ لوگ کبیرہ گناہ کے مرتکب کے کافر اور دائمی دوزخی ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ اسی وجہ سے مسلم امراء و حکام پر طعن زنی کرتے ہیں اور ان کے ساتھ جمعہ اور عیدین وغیرہ کے اجتماعات میں شریک

نہیں ہوتے۔"

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"كَانُوا أَهْلَ سَيْفٍ وَقِتَالٍ، ظَهَرَتْ مُخَالَفَتُهُمْ لِلْجَمَاعَةِ، حِينَ كَانُوا يُقَاتِلُوْنَ النَّاسَ، وَأَمَّا الْيَوْمَ فَلَا يَعْرِفُهُمْ أَكْثَرُ النَّاسِ."

[النبوات، ص: ٥٦٤]

"وہ اسلحہ سے لیس اور بغاوت پر آمادہ تھے، جب وہ لوگوں سے قتال کرنے لگے تو ان کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت سے مخالفت و عداوت ظاہر ہوگئی۔ تاہم عصر حاضر میں (بظاہر دین کا لبادہ اوڑھنے کی وجہ سے) لوگوں کی اکثریت انھیں پہچان نہیں پاتی۔"

مزید فرماتے ہیں:

" وَهٰذِهِ الْعَلَامَةُ الَّتِي ذَكَرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ عَلَامَةُ أَوَّلِ مَنْ يَخْرُجُ مِنْهُمْ لَيْسُوْا مَخْصُوْصِيْنَ بِأُولٰئِكَ الْقَوْمِ، فَإِنَّهُ قَدْ أَخْبَرَ فِيْ غَيْرِ هٰذَا الْحَدِيْثِ أَنَّهُمْ لَا يَزَالُوْنَ يَخْرُجُوْنَ إِلٰى زَمَنِ الدَّجَّالِ. وَقَدِ اتَّفَقَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلٰى أَنَّ الْخَوَارِجَ لَيْسُوْا مُخْتَصِّيْنَ بِذٰلِكَ الْعَسْكَرِ. وَأَيْضًا فَالصِّفَاتُ الَّتِيْ وَصَفَهَا تَعُمُّ غَيْرَ ذٰلِكَ الْعَسْكَرِ، وَلِهٰذَا كَانَ الصَّحَابَةُ يَرْوُوْنَ الْحَدِيْثَ مُطْلَقًا... الخ."

[مجموع الفتاوٰی : ٢٨/ ٤٩٥، ٤٩٦]

"اور یہ علامت جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا ہے یہ ان لوگوں کی علامت ہے جو ان میں سے سب سے پہلے نکلیں گے اور یہ علامت انھی کے ساتھ خاص نہیں ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے علاوہ دوسری حدیث میں خبر دی ہے کہ وہ دجال کے زمانے تک نکلتے رہیں گے اور مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ خوارج وہی خاص گروہ نہیں ہے (جو پہلے پہل ظاہر ہوا) اور اسی طرح جو

صفات ان کی بیان کی گئی ہیں وہ اس گروہ کے علاوہ میں بھی پائی جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حدیث مطلق بیان فرماتے تھے۔"

شیخ ابن تیمیہ رحمہ اللہ مزید بیان کرتے ہیں:

" وَكُلُّ مَنْ وُجِدَتْ فِيهِ تِلْكَ الْمَعَانِي أُلْحِقَ بِهِمْ لِأَنَّ التَّخْصِيصَ بِالذِّكْرِ لَمْ يَكُنْ لِاخْتِصَاصِهِمْ بِالْحُكْمِ، بَلْ لِحَاجَةِ الْمُخَاطَبِينَ إِذْ ذَاكَ إِلَى تَعْيِينِهِمْ." [مجموع الفتاوى: ٢٨/٤٧٦، ٤٧٧]

"ہر وہ شخص یا گروہ جس میں وہ صفات پائی جائیں اسے بھی ان کے ساتھ ملایا جائے گا، کیونکہ ان کا خاص طور پر ذکر کرنا ان کے ساتھ حکم کو خاص کرنے کے لیے نہیں تھا، بلکہ نبی ﷺ کے زمانے کے ان مخاطبین کو (مستقبل میں) ان خوارج کے تعین کی حاجت تھی۔"

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فتح الباری میں فرماتے ہیں:

"اَلْخَوَارِجُ فَهُمْ جَمْعُ خَارِجَةٍ أَيْ طَائِفَةٍ وَهُمْ قَوْمٌ مُبْتَدِعُونَ سُمُّوا بِذٰلِكَ لِخُرُوجِهِمْ عَنِ الدِّينِ وَخُرُوجِهِمْ عَلٰى خِيَارِ الْمُسْلِمِينَ."

[فتح الباري: ١٢/٢٨٣]

"اَلْخَوَارِجُ" "خَارِجَةٌ" کی جمع ہے، جس کا مطلب ہے گروہ۔ وہ ایسے لوگ ہیں جو بدعات کا ارتکاب کرتے ہیں۔ ان کو دین اسلام سے نکل جانے اور خیارِ امت کے خلاف بغاوت کرنے کی وجہ سے یہ نام دیا گیا ہے۔"

خاتمہ

خوارج کے بارے میں یہ کچھ اہم معلومات تھیں جنھیں زیب قرطاس کر دیا ہے۔ اس تحریر کا مقصد یہ ہے کہ خارجیوں کی صحیح پہچان ہو سکے اور مسلم ممالک بالخصوص ارضِ پاک میں جاری فسادات کی اصل جڑ کو سمجھا جا سکے۔ مسلم نوجوان اس فتنے کو جانیں اور اس سے بچ سکیں۔

اسی طرح خوارج سے متعلق احادیث میں وارد شدہ اصل نشانیوں اور حدیث میں مذکور ان کے ظاہری حلیے اور عادات و اعمال کے مابین تمیز حاصل ہو، تاکہ نصوص میں بیان شدہ کچھ اتفاقی علامات یا ظاہری صفات کو خارجیت کی نشانی نہ سمجھ لیا جائے۔

یوں تو خوارج کے بیس (۲۰) سے زائد فرقے ہیں،[1] کوئی زیادہ متشدد ہیں اور کوئی کم، لیکن سب میں کچھ باتیں مشترک ہیں، مثلاً: مسلم حُکّام کے خلاف بغاوت کرنا، مسلمانوں کے خلاف لڑنا، مسلمانوں کو ایمان واسلام سے خارج قرار دینا، غلو اور شدت پسندی، برائی کو اچھائی اور اچھائی کو برائی بنا دینا وغیرہ۔ سبھی خوارج مسلمانوں کے خلاف لڑتے ہیں، لیکن ان کا ایک گروہ جنھیں ''قعدیہ'' کہا جاتا ہے، وہ صرف ہمت نہ ہونے کی وجہ سے لڑائی سے گریز کرتا ہے، البتہ زبانی اور قلمی بغاوت ان میں بھی پائی جاتی ہے اور یہ اپنی زبان وقلم کے ذریعے بغاوت اور خروج پر ابھارتے ہیں اور اس عمل کو مستحسن قرار دیتے ہیں۔ ان کے اس عمل کی بنا پر اہلِ علم نے انھیں خبیث ترین خارجی بھی قرار دیا ہے۔[2]

---

[1] خوارج کے ان فرقوں کی تفصیل جاننے کے لیے ملاحظہ فرمائیں کتابچہ ''خوارج کی اقسام۔''

[2] مسائل الإمام أحمد رواية أبي داوٗد السجستاني: ۱۷۴۹۔

الغرض! یہ بھی قتلِ مسلم میں برابر کے شریک ہوتے ہیں، گو کہ خود میدان میں نہیں اترتے۔
اللہ سے دعا ہے کہ اس حقیر کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے اور امتِ مسلمہ کو فتنۂ خارجیت کے مضر اثرات سے محفوظ فرمائے۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد!

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا